اردو شاعری :
انتخاب

مرتبین

ڈاکٹر خورشید عالم

ڈاکٹر وسیم بیگم

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان

محکمہ ثانوی و اعلا تعلیم، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومتِ ہند

ویسٹ بلاک-I، آر- کے- پورم، نئی دہلی-110066

اردو شاعری:

انتخاب

اردو شاعری :
انتخاب

مرتبین

ڈاکٹر خورشید عالم

ڈاکٹر وسیم بیگم

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان

محکمۂ ثانوی و اعلا تعلیم، وزارتِ ترقی انسانی وسائل، حکومتِ ہند

ویسٹ بلاک-I ، آر-کے- پورم ، نئی دہلی-110066

Urdu Shairi : Intikhab

Edited by : Dr. Khursheed Alam

Dr. Waseem Begum

سنہ اشاعت : 2002

پہلا اڈیشن : 1100

قیمت : =/54 روپے

سلسلۂ مطبوعات : 1029

فاصلاتی تعلیمی نصاب کمیٹی

پروفیسر گوپی چند نارنگ (چیئرمین)

ڈاکٹر اے. آر. فتیحی

پروفیسر محمد حنیف کیفی

ڈاکٹر رویندر گرگیش

ڈاکٹر چندر شیکھر

مسز تبسم نقی

ڈاکٹر کلیم اللہ

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک 1، آر. کے. پورم، نئی دہلی 110066

طابع: جے. کے. آفسیٹ پرنٹرس، جامع مسجد، دہلی 110006

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، اردو زبان کی ترویج و ترقی کے امور سے متعلق حکومت ہند کا خودمختار ادارہ ہے۔ ہندستان کے کثیر لسانی منظرنامے میں اردو زبان کے تشخص اور درخشندہ ماضی میں اردو کی جڑوں کی بازیافت اور اس کو جدید عصری تقاضوں سے ہم کنار کرنا قومی اردو کونسل کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

اردو زبان وادب نے دوسری ہندستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ تہذیب وتمدن کے ارتقا میں ایک اہم اور نمایاں رول ادا کیا ہے اور یہ زبان ترسیل ابلاغ کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ شاعری، نثر اور فکشن کے علاوہ دیگر اصناف پر مشتمل ادبی سرمایہ اس زبان میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ ہمارے ملک میں بیشتر افراد بول چال میں تو اردو یا ہندستانی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اردو رسم الخط سے ناواقف ہیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے قومی اردو کونسل نے فاصلاتی تعلیم کے ذریعے ایک چھ ماہ کا ''سرٹیفیکیٹ کورس ان اردو اسکرپٹ'' شروع کیا ہے۔ خوشی ہے کہ قومی کونسل کے اس اردو سرٹیفیکیٹ کورس کی خاطر خواہ پذیرائی ہوئی ہے۔ ملک کے طول وعرض پر بلا تفریق مذہب وملت عوام اس کورس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

یہ شعری انتخاب کونسل کی مطبوعہ ''اردو: ریڈنگ ان لٹریری اردو پروز'' کے نہج پر تیار کیا گیا ہے۔ اس میں شعری متن کے مشکل الفاظ کے معانی دیوناگری میں داہنے صفحے پر درج کر دیے گئے ہیں تاکہ سرٹیفکٹ کورس مکمل کرنے کے بعد طلبہ اردو زبان کے اس کلاسیکی سرمائے سے بخوبی محظوظ ہو سکیں گے۔

آخر میں پروفیسر گوپی چند نارنگ اور فاصلاتی تعلیمی نصاب کمیٹی کے جملہ اراکین کے ساتھ ساتھ اس کتاب کے مرتبین ڈاکٹر خورشید عالم اور ڈاکٹر وسیم بیگم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کو وقت پر تیار کر دیا۔ امید ہے یہ انتخاب ایک ضرورت کو پورا کرے گا۔

(ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ)

ڈائرکٹر

فہرست

نظمیں

رُباعیاں

غزلیں

1 लफ़्ज़ : शब्द
2 मानी : अर्थ
3 महबूब : प्रिय, प्रेमी
4 बुनियादी तौर पर : मूल रूप से
5 मज़ामीन : मज़्मून (विषय) का बहुवचन
6 मक़बूल : लोक प्रिय
7 सिन्फ़े सुख़न : काव्य की विधा
8 इब्तिदा : आरम्भ
9 क़सीदा : उर्दू शायरी की एक विधा
10 क़दीम : प्राचीन
11 अशआर : शेर का बहुवचन
12 माशूक़ : प्रेमिका
13 आमद : आगमन
14 तश्बीब : क़सीदे की भूमिका
15 मब्नी : आधारित
16 वजूद : अस्तित्व
17 मसअला : समस्या
18 मरबूत : बंधे हुए, सम्बंधित
19 आमतौर पर : साधारणतः
20 मज़्मून : विषय
21 क़ब्ल : पूर्व
22 क़बीला : समुदाय, ख़ानदान
23 मूजिद : खोज करने वाला
24 सिफ़ात : सिफ़त (गुण, विशेषता) का बहुवचन
25 मौजूद : उपस्थित
26 मतला : पहला शेर
27 हमक़ाफ़िया : शेर का आख़िरी से पहला शब्द
28 हिज्र : जुदाई

غزل

لفظ[1] "غزل" کے کئی معنی[2] ہیں: محبوب[3] سے باتیں کرنا، عورتوں کی باتیں کرنا، عورتوں سے باتیں کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنیادی[4] طور پر غزل میں عشقیہ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ غزل میں اور طرح کے مضامین[5] بھی داخل ہوتے گئے اور آج یہ کہا جاسکتا[6] ہے کہ غزل میں تقریباً ہر طرح کی باتیں بیان ہوسکتی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ غزل آج بھی اردو کی سب سے زیادہ مقبول[6] صنفِ سخن[7] ہے۔

کہا جاتا ہے کہ غزل کی ابتدا[8] قصیدے[9] سے ہوئی۔ قدیم[10] عربی شاعری میں قصیدے کے شروع میں کچھ اشعار[11] معشوق[12] کی یاد میں یا موسمِ بہار کی آمد[13] وغیرہ پر لکھے جاتے تھے۔ ان اشعار کو "تشبیب[14]" کہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ تشبیب کے مضامین پر مبنی[15] اشعار قصیدے کے علاوہ آزادانہ بھی کہے جانے لگے اور اس طرح غزل وجود[16] میں آئی۔ ممکن ہے یہ بات صحیح ہو لیکن اس سے یہ مسئلہ[17] نہیں حل ہوتا کہ جب تشبیب کے اشعار آپس میں مربوط[18] ہوتے تھے تو غزل کے سب شعر عام طور[19] پر الگ الگ مضمون[20] کے کیوں ہوتے ہیں۔

ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ اسلام سے قبل[21] ہی عرب میں ایک شاعری وجود میں آچکی تھی جسے "عذری" کہا جاتا تھا۔ یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ شاعری عذری نامی ایک قبیلے[22] میں بہت مقبول تھی بلکہ عذریوں کو ہی اس کا موجد[23] بھی کہا جاتا ہے۔ اس شاعری کو غزل نہیں کہتے تھے لیکن اس میں غزل کی تمام صفات[24] موجود[25] تھیں یعنی نظم مین ہر شعر الگ الگ مضمون کا ہوتا تھا، پہلا شعر یعنی مطلع[26] ہم قافیہ[27] ہوتا تھا اور ہر نظم میں پاکیزہ محبت کے درد بھرے مضامین بیان ہوتے تھے۔ غزل کی یہ صفت کہ اس میں زیادہ تر ہجر[28] اور تنہائی اور دردمندی کی باتیں بیان ہوتی ہیں، اب بھی باقی ہے۔

1 रस्म : औपचारिकता, रिवाज

2 बाज़ लोगों : कुछ लोगों

3 रब्त : क्रम, सम्बन्ध

4 मिज़ाज : स्वभाव

5 कैफ़ियत : स्थिति, हालत

6 नज़्म : कविता

7 मुख़ालिफ़त : विरोध

8 ग़ैर ज़रूरी : अनावश्यक

9 उसूलों : सिद्धान्तों

10 नामुनासिब : अनुचित

11 आदाब : ढंग

12 सिन्फ़ : विधा

13 कमतर : तुच्छ, हीन

14 लासानी : जिसका कोई उदाहरण न हो

15 मानिंद : तरह

16 बह्र : शेर का मीटर

17 रदीफ़ : शेर का आख़िरी शब्द

18 वह्दत : एकत्व

غزل کے شعروں میں الگ الگ مضمون بیان کرنے کی رسم کو بعض لوگوں نے بہت کڑی نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ بعض لوگوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ غزل کے شعروں میں کوئی ربط[3] نہ بھی ہو تو کیا ہوا، پوری غزل کا ایک مزاج[4] یا کیفیت[5] تو ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ غزل میں مربوط مضامین بیان کرنے کی بھی گنجائش ہے یعنی شاعر اگر چاہے تو پوری غزل میں ایک ہی بات کو پھیلا کر کہے (اس کو "غزلِ مسلسل" کہتے ہیں) یا شاعر اگر چاہے تو غزل کے اندر قطعہ ڈال دے، جس کے اشعار مربوط ہوتے ہیں۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ غزل کا ہر شعر ایک پوری نظم[6] کے برابر ہوتا ہے بلکہ اچھا شعر تو ایک اچھی نظم سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

غزل کی مخالفت[7] میں جو باتیں کہی جاتی ہیں وہ غیر ضروری[8] ہیں، کیونکہ یہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ غزل کے اشعار کا الگ الگ ہونا کوئی خرابی ہے۔ بات یہ ہے کہ نظم کے اصولوں[9] کو غزل پر استعمال کرنا، نامناسب[10] ہے۔ ہر صنف کے اپنے آداب[11] ہوتے ہیں، کسی ایک صنف کے آداب کو دوسری صنف[12] کے لیے ضروری نہیں سمجھنا چاہیے اور اگر ایسا کیا ہی جائے تو ہمیں یہ کہنے سے کون روک سکتا ہے کہ چونکہ نظم میں غزل کی طرح الگ الگ شعر نہیں ہوتے اس لیے نظم کمتر[13] صنفِ سخن ہے؟

سچی بات یہ ہے کہ غزل تمام دنیا کی شاعری میں لاثانی[14] اور سب سے زیادہ لچک دار صنفِ سخن ہے۔ دنیا کی شاعری میں کسی ایسی صنف کا وجود نہیں جس میں غزل کی مانند[15] بحر[16] اور ردیف[17] و قافیہ کی وحدت[18] ہو لیکن ہر شعر اپنا وجود بھی رکھتا ہو۔ غزل کی یہ صفت نہایت قیمتی ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں، غزل کی ابتدا عربی شاعری کے اثر سے ہوئی اور فارسی شاعروں نے غزل کو واقعی غزل بنایا۔ گیارہویں صدی کے آتے آتے

1 तख़ल्लुस : उपनाम
2 नस्ब : ख़ानदान
3 निस्बत : लगाव
4 तसव्वुफ़ : सूफ़ियाना
5 विर्से : विरासत में
6 बुज़ुर्ग : अग्रज
7 तबीअत : स्वभाव
8 क़नाअत पसन्दी : सन्तोष प्रियता
9 वजह : कारण
10 रुख़ : मुड़ रहे
11 गवारा : स्वीकार
12 ख़ुद्दार : स्वाभिमानी
13 मदह : यशगान, प्रशंसा
14 नुमायां : स्पष्ट
15 निकात : नुक्तों
16 नाज़ुक : कोमल
17 सनाए बदाए : कारीगरी, चमकदार
18 पाक : पवित्र, अलग
19 तश्बीहात : उदाहरण
20 बरमहल : सुअवसर, मौके पर मुताबिक़
21 नादिर : अनोखे
22 पुर असर : प्रभावपूर्ण
23 ख़्यालात : ख़्याल (विचार) का बहुवचन
24 पाकीज़ा : पवित्र

خواجہ میر درد

(1720-1784)

خواجہ میر نام، درد تخلص[1] تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب[2] خواجہ بہاؤالدین نقشبندی سے ملتا ہے۔ اس نسبت[3] سے درد کو تصوّف[4] ورثے[5] میں ملا۔ ان کے بزرگ[6] بخارا سے آ کر دلّی میں آباد ہو گئے تھے۔ یہیں ان کے والد پیدا ہوئے اور شاہی منصب داری تک پہنچے۔ درد کی طبیعت[7] میں سادگی اور قناعت[8] پسندی تھی۔ یہی وجہ[9] ہے کہ دلّی کی تباہی میں جب اکثر شعرا دوسری ریاستوں کا رُخ[10] کر رہے تھے درد نے دلّی سے باہر جانا گوارہ[11] نہ کیا۔ وہ اس قدر خود دار[12] طبیعت کے مالک تھے کہ ساری زندگی کسی امیر یا بادشاہ کی مدح[13] نہیں کی۔

درد کے کلام میں تصوّف کا رنگ نمایاں[14] ہے۔ وہ اردو شاعری میں تصوّف کے سب سے بڑے شاعر مانے جاتے ہیں۔ تصوّف کے باریک نکات[15] اور نازک[16] سے نازک خیال کو نہایت خوبی سے ادا کر دیتے ہیں۔ غیر ضرور صنائع بدائع[17] سے انھوں نے اپنے کلام کو پاک[18] رکھا۔ تشبیہات[19] کے برمحل[20] اور نادر[21] استعمال نے اشعار کے حسن کو نکھار دیا ہے۔ عام طور پر چھوٹی بحروں میں ان کی غزلیں زیادہ رواں دواں اور پُر اثر[22] ہوتی ہیں۔ خیالات[23] پاکیزہ،[24] زبان سادہ اور الفاظ کی بندش چست ہے۔

1 अर्ज़ो समा : ज़मीन व आसमान

2 वुस्अत : फैलाव

3 वह्दत : एकत्व, एकेश्वरवाद

4 हर्फ़े दुइ : अनेकेश्वरवाद, शको शुबहा

5 फ़तादह : गिरा हुआ, पड़ा हुआ

6 फ़ना : नष्ट

7 नक़्शे क़दम : पदचिन्ह

8 क़ासिद : सन्देश वाहक

9 पयाम : सन्देश

10 ग़ाफ़िल : विमुख

11 ज़ीन्हार : हरगिज़

12 तिलिस्म : जादू

13 इद्राक व फ़हम : सूझ-बूझ

14 हुसूल : प्राप्ति

15 ग़िलाफ़ : आवरण

16 इत्फ़ा-ए-नार इश्क़ : इश्क़ की आग बुझाना

17 आबे अश्क़ : आँसू का पानी

18 बेख़ुद : बेहोश, मस्त

19 हश्र : प्रलय

۱

ارض و سما[1] کہاں تری وسعت[2] کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت[3] میں تیری حرف دوئی[4] کا نہ آ سکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

میں وہ فتادہ[5] ہوں کہ بغیر از فنا[6] مجھے
نقشِ قدم[7] کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے

قاصد[8] نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اس کا پیام[9] دل کے سوا کون لا سکے

غافل[10] خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار[11]
اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیا طلسم[12] ہے ادراک و فہم[13] یاں
دوڑے ہزار، آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کرکے بات بٹھائی پہ کیا حصول[14]
دل سے اٹھا غلاف[15] اگر تو اٹھا سکے

اطفائے نارِ عشق[16] نہ ہو آبِ اشک[17] سے
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مستِ شرابِ عشق وہ بے خود[18] ہے جس کو حشر[19]
اے درد چاہے لائے بخود پر نہ لا سکے

1 गुमान : भ्रम, सन्देह
2 जहान : दुनिया
3 आन : क्षण, पल
4 तेग़ : तलवार
5 नीमजान : अधमुआ, आधीजान
6 नामेहरबान : जो मेहरबानी न करे
7 ज़ियां : नुक़्सान
8 ज़ियान : हानि

ہے غلط گر گمان[1] میں کچھ ہے
تجھ سوا بھی جہان[2] میں کچھ ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن[3] میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

بے خبر تیغِ[4] یار کہتی ہے
باقی اس نیم جان[5] میں کچھ ہے

ان دنوں کچھ عجب ہے میرا حال
دیکھتا کچھ ہوں دھیان میں کچھ ہے

اور بھی چاہیے سو کہیے اگر
دلِ نامہربان[6] میں کچھ ہے

درد تو جو کرے ہے جی کا زیاں[7]
فائدہ اس زیان[8] میں کچھ ہے

1 बदन : शरीर
2 नाला फ़रियाद : रोना, शिकायत, विनती
3 ज़ारी : रोना पीटना
4 मसीहाई : इलाज, मुर्दों को ज़िन्दा कर देने वाला चमत्कार
5 मुख़्तसर : थोड़ा, संक्षिप्त

۳

جگ میں آکر ادھر اُدھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

جان سے ہو گئے بدن[1] خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

نالہ فریاد[2] آہ اور زاری[3]
آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی[4]
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

زور عاشق مزاج ہے کوئی
درد کو قصہ مختصر[5] دیکھا

1 तख़ल्लुस : उपनाम

2 जाए पैदाइश : जन्म स्थान

3 वालिद : पिता

4 तालीम व तरबियत : शिक्षा-दीक्षा

5 नीज : और, भी

6 इन्तक़ाल : मृत्यु, देहान्त

7 वफ़ात : देहान्त, मृत्यु

8 बदसुलूकी : दुर्व्यवहार

9 बेमुरव्वती : निर्दयता

10 ख़ालू : मौसा

11 क़याम : आवास, ठहराव

12 बर्ताव : व्यवहार, सुलूक

13 दिलबर्दाशत : दुखी

14 अर्सा : समय, मुद्दत

15 आलाम व मसाइब : रंज व ग़म एवं परेशानियां

16 जज़बाती : भावनात्मक

17 सुहाने रूह : जान लेवा

18 क़द्रो मंज़िलत : आदर सत्कार

19 अय्याम : योम (दिन) का बहुवचन

20 महो : नष्ट, दूर

21 सपुर्दे ख़ाक : मिटटी के सपुर्द (दफ़न)

22 ख़ुदाए सुख़न : काव्य का ख़ुदा (ईश्वर)

23 फ़ितरी : वास्तविक

24 मुसल्लमुस्सबूत : पूर्ण रूपेण

میر تقی میر

(1724-1810)

میر محمد تقی نام، میر تخلص[1]، جائے پیدائش[2] اکبر آباد (آگرہ) ہے۔ میر کے والد[3] کا نام میر عبداللہ تھا۔ کچھ لوگوں نے اُن کا نام علی متقی بتایا ہے۔ میر کی تعلیم و تربیت[4] میں اُن کے والد نیز[5] والد کے مرید سیّد امان اللہ کا بڑا حصّہ رہا۔ میر تقی میر امان اللہ کو چچا کہتے تھے۔ دس سال کی عمر میں میر کے والد کا انتقال[6] ہو گیا۔ والد کی وفات[7] کے بعد میر کے سوتیلے بڑے بھائی حافظ محمد حسن نے اُن کے ساتھ بڑی بدسلوکی[8] و بے مروّتی[9] کی، جس سے تنگ آکر وہ دہلی چلے آئے اور انھیں بڑے بھائی کے خالو[10] سراج الدین علی خاں آرزو کے یہاں قیام[11] کیا۔ خان آرزو نے بھی میر کے ساتھ اچھا برتاؤ[12] نہیں کیا۔ میر دل برداشتہ[13] ہو کر آگرہ واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ[14] وہاں رہنے کے بعد پھر دہلی چلے آئے۔ دہلی میں میر کی زندگی بڑے آلام و مصائب[15] میں گزری۔ ایک تو اُن کی ذاتی پریشانیاں، اوپر سے دلّی، جسے وہ اپنا وطن سمجھتے تھے اور جس سے انھیں جذباتی لگاؤ[16] تھا، اس کی تباہی و بربادی انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ دلّی کی یہ تباہ حالی ان کے لیے ہمیشہ سوہانِ روح[17] بنی رہی۔ دلّی کے اُجڑنے کے بعد میر لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں نواب آصف الدولہ نے اُن کی بڑی قدر و منزلت[18] کی لیکن دلّی کی محبت اور وہاں گزارے ایّام[19] کی یاد اُن کے دل سے کبھی محو[20] نہ ہوئی۔ میر نے عمر کا باقی حصہ لکھنؤ ہی میں بسر کیا اور وہیں سپردِ خاک[21] ہوئے۔

میر کو خدائے سخن[22] کہا جاتا ہے۔ وہ ایک فطرتی[23] شاعر اور فنِ شاعری کے مسلّم[24]

1 शोअरा : शायर (कवि) का बहुवचन

2 नाक़दीन : नाक़िद (आलोचकों) का बहुवचन

3 अज़मत : महानता

4 एतराफ़ : स्वीकार

5 असातिजा : उस्ताद (गुरू) का बहुवचन

6 ख़िराजे तहसीन : बधाई

7 पुरगो : बहुत ज़्यादा कहने वाला

8 क़ादि-रूल-कलाम : कलाम पर क़ुदरत रखने वाला

9 तज़किरा : जीवनी

10 बिल इत्तेफ़ाक़ : संयोग से

11 सिन्फ़े सुख़न : काव्य की विधा

12 तबअ आज़माई : तबीअत को आज़माया

13 हक़ीक़ी अज़मत : वास्तविक महानता

14 शोहरत : लोकप्रियता

15 बाइस : कारण

16 अह्द : काल

17 मुरक़्क़ा : तस्वीरों की किताब

18 माहौल : वातावरण

19 महरूमियों : निराशाओं

20 सोज़ो गुदाज़ : जलाना व पिघलाना

21 तासीर : प्रभाव

22 कैफ़ियत : स्थिति

23 नश्तर : ख़ंजर

24 महसूसात : महसूस का बहुवचन (अहसासात)

25 बेमिसाल : जिसका कोई उदाहरण न हो

26 अवाम व ख़वास : जनसाधारण एवं विशेष

27 यकसां मक़बूल : एक जैसा लोक प्रिय

الثبوت استاد تھے۔ اُن کے زمانے سے لے کر آج تک بڑے بڑے شعرا[1] اور ناقدین[2] نے اُن کی عظمت[3] کا اعتراف[4] کیا ہے۔ سودا، ذوق اور غالب جیسے اساتذہ[5] نے انھیں خراجِ تحسین[6] پیش کیا ہے۔ میر نہایت پُرگو[7] اور قادر الکلام[8] شاعر تھے۔ اردو میں ان کے چھ دیوان ہیں۔ ان کے علاوہ انھوں نے ''ذکرِ میر'' کے نام سے فارسی میں اپنی آپ بیتی بھی لکھی، اور ''نکات الشعرا'' کے نام سے اردو شاعروں کا تذکرہ[9] لکھا جو بالاتفاق[10] اردو شعرا کا سب سے پہلا تذکرہ قرار دیا جاتا ہے۔

میر نے ہر صنفِ سخن[11] میں طبع[12] آزمائی کی ہے لیکن اُن کا اصل میدان غزل ہے۔ ان کی حقیقی عظمت[13] اور شہرت[14] کا باعث[15] اُن کی غزلیہ شاعری ہی ہے اور اسی کی بدولت انھیں خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ میر کی غزلیں اُن کی زندگی اور ان کے عہد[16] کا مرقع[17] ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی اور اپنے ماحول[18] کا تمام درد و غم اپنی غزلوں میں سمودیا ہے۔ خود کہتے ہیں؛

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
دردوغم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

یہ دردوغم میر کی زندگی کی ناکامیوں اور محرومیوں[19] کے بھی تھے اور دلّی کی تباہی و بربادی کے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ میر کی شاعری کو ''دل اور دلّی کے مرثیے'' کہا گیا ہے۔ میر کے اشعار میں جو سوز و گداز[20] اور اثر و تاثیر[21] ہے وہ کسی دوسرے شاعر کے یہاں نظر نہیں آتی۔ اُن کی بات دل سے نکلتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتی ہے۔ اسی کیفیت[22] کی بدولت اُن کے اشعار کو نشتر[23] کہا جاتا ہے۔ دلی جذبات و محسوسات[24] کو انھوں نے سیدھی سادی زبان اور عام بول چال کے لہجے میں اس فن کاری کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اُن کی آپ بیتی جگ بیتی اور اُن کا غم زمانے بھر کا غم معلوم ہوتا ہے۔ سادگی میں بے مثال[25] فن کاری کی بدولت ان کی غزلیں عوام و خواص[26] دونوں میں یکساں مقبول[27] ہیں۔

1 तद्बीरें : तद्बीर (उपाय) का बहुवचन

2 तमाम : समाप्त, ख़त्म

3 अह्दे ज़बानी : जवानी की उम्र, युवावस्था

4 पीरी : बुढ़ापा

5 हर्फ़ : दोष, आपत्तिजनक बात

6 जाँ बख़्शी : माफ़ कर देना, जान बख़्शना

7 नाहक़ : अकारण, असत्य

8 तोह्मत : आरोप, इल्ज़ाम

9 मुख़्तारी : स्वामित्व

10 अबस : अकारण, बेकार

11 रिन्द ओबाश : शराबी बदमाश

12 सजूद : सिर झुकाना

13 इमाम : अगुवा

14 सरज़द : घटित

15 वह्शत : डर

16 सिजदा : सिर झुकाना

17 गाम : क़दम

18 हरम : काबा के पास का स्थान, ख़ाना काबा, मुसलमानों का पूजा स्थान

19 एह्राम : हज का लिबास

20 जब्बा : लिबास

21 ख़िर्क़ा : गुदड़ी

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں[1] کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریِ دل نے آخر کام تمام[2] کیا

عہدِ جوانی[3] رو رو کاٹا پیری[4] میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

حرف[5] نہیں جاں بخشی[6] میں اس کی، خوبی اپنی قسمت کی
ہم سے جو پہلے کہہ بھیجا سو مرنے کا پیغام کیا

ناحق[7] ہم مجبوروں پر یہ تہمت[8] ہے مختاری[9] کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث[10] بدنام کیا

سارے رند اوباش[11] جہاں کے تجھ سے سجود[12] میں رہتے ہیں
بانکے ٹیڑھے ترچھے تیکھے سب کا تجھ کو امام[13] کیا

سرزد[14] ہم سے بے ادبی تو وحشت[15] میں بھی کم ہی ہوئی
کوسوں اس کی اور گئے پر سجدہ[16] ہر ہر گام[17] کیا

کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم[18] ہے کیا احرام[19]
کوچے کے اس کے باشندوں نے سب کو یہیں سے سلام کیا

شیخ جو ہے مسجد میں ننگا رات کو تھا میخانے میں
جبہ[20] خرقہ[21] کرتا ٹوپی مستی میں انعام کیا

1 हासिल : प्राप्त, फ़ायदा

2 दीदार : दर्शन

3 आम : सार्वजनिक

4 याँ : यहां

5 सपेद ओ सियाह : सफ़ेद व काला

6 दख़ल : हस्तक्षेप

7 क़ामत : क़द

8 साअद सीमीं : चांदी जैसी कलाई अर्थात गोरी कलाई

9 क़ौल : वचन

10 ख़्याले ख़ाम : बेकार ख़याल, कच्चा विचार

11 ज़ाएअ : नष्ट

12 साअत : साइत, घड़ी, पल

13 इस्तग़ना : निस्पृह, बेनियाज़ी

14 इब्राम : विनती

15 आहुए रम ख़ुर्दह : जान बचाने के लिए दौड़ते हुए हिरण

16 सह्र : जादू

17 एजाज़ : चमत्कार

18 क़श्क़ा : तिलक

19 दैर : इबादतख़ाना, पूजा का स्थान, मन्दिर

20 तर्क : त्याग

کاش اب برقع منہ سے اٹھا دے ورنہ پھر کیا حاصل[1] ہے
آنکھ مندے پر ان نے گو دیدار[2] کو اپنے عام[3] کیا

یاں[4] کے سپید و سیہ[5] میں ہم کو دخل[6] جو ہے سو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جوں توں شام کیا

صبح چمن میں اس کو کہیں تکلیفِ ہوا لے آئی تھی
رخ سے گل کو مول لیا قامت[7] سے سرو غلام کیا

ساعدِ سیمیں[8] دونوں اس کے ہاتھ میں لاکر چھوڑ دیے
بھولے اس کے قول[9] و قسم پر ہائے خیالِ خام[10] کیا

کام ہوئے ہیں سارے ضائع[11] ہر ساعت کی سماجت[12] سے
استغنا[13] کی چوگنی ان نے جوں جوں میں ابرام[14] کیا

ایسے آہوے رم خوردہ[15] کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر[16] کیا اعجاز[17] کیا جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ[18] کھینچا دیر[19] میں بیٹھا کب کا ترک[20] اسلام کیا

1 ज़ख़्म : घाव

2 दैर : मन्दिर

3 सूए हरम : हरम की तरफ़, मस्जिद की ओर

4 शम्सो क़मर : चाँद-सूरज

5 बुका : रोना

6 शब : रात

7 हमसाये : पड़ोसी

8 आफ़ताब : सूरज

زخم[1] جھیلے داغ بھی کھائے بہت
دل لگا کر ہم تو پچھتائے بہت

جب نہ تب جاگہ سے تم جایا کیے
ہم تو اپنی اور سے آئے بہت

دیر[2] سے سوئے حرم[3] آیا نہ ٹک
ہم مزاج اپنا ادھر لائے بہت

پھول، گل، شمس و قمر[4] سارے ہی تھے
پر ہمیں ان میں تمھیں بھائے بہت

گر بکا[5] اس شور سے شب[6] کو ہے تو
روویں گے سونے کو ہمسائے[7] بہت

وہ جو نکلا صبح جیسے آفتاب[8]
رشک سے گل پھول مرجھائے بہت

میرؔ سے پوچھا جو میں عاشق ہو تم
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت

1 तरीक़ : तरीक़ा, ढ़ंग
2 ग़ज़ालों : हिरनों, महबूबों
3 वह्शत : डर
4 शेवा : आदत
5 सूरतगर : कलाकार, सूरत बनाने वाला
6 तूल : विस्तार
7 बिस्तार : तफ़सील, सविस्तार
8 दुरफ़शों : रेश्मी कपड़ों पर ज़री (सोने) का काम करने वाले
9 जिगर : दिल
10 मह्ज़ूं : ग़मगीन, उदास
11 सरो-लब : सिर व होंठ
12 लाला : लाल के फूल
13 नेसरीन व सुमन : फूलों के नाम
14 शिगूफ़ा : खिला हुआ
15 गुन्चा : कली
16 ख़ारे बयाबां : कांटों का जंगल
17 ज़ियारत : दर्शन
18 तबर्रुक : प्रसाद
19 तदारुक : बदला, समाधान, हल

دور بہت بھاگو ہو ہم سے سیکھے طریق[1] غزالوں[2] کا
وحشت[3] کرنا شیوہ[4] ہے کیا اچھی آنکھوں والوں کا

صورت گر[5] کی پریشانی نے طول[6] نہایت کھینچا ہے
ہم نے کیوں بستار[7] کیا تھا اس کے لمبے بالوں کا

بہت کیا تھا پتھر میں سوراخ کیے ہیں درفشوں[8] نے
چھید جگر[9] میں کردینا یہ کام ہے محزوں[10] نالوں کا

سرولب[11] جو لالہ[12] و گل نسرین و سمن[13] ہیں شگوفہ[14] ہے
دیکھو جدھر اک باغ لگا ہے اپنے رنگیں خیالوں کا

غنچہ[15] ہوا ہے خارِبیاباں[16] بعد زیارت[17] کرنے کے
پانی تبرک[18] کرتے ہیں سب پاؤں کے میرے چھالوں کا

پہلے تدارک[19] کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
کام ہے آخر عشق میں اس کے بیماروں بدحالوں کا

1 अह्द : वचन
2 वफ़ा : न्याय, निभाना
3 शिफ़ा : फ़ायदा, लाभ
4 मक़दूर : ज़ोर, बल, क्षमता
5 यां : यहां
6 बेख़ुद : बेसुध
7 जुदा : अलग
8 जबीं : माथा, पेशानी
9 हक़े बन्दगी : प्रार्थना का दायित्व

۴

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد[1] کو اب وفا[2] کر چلے

شفا[3] اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور[4] تک تو دوا کر چلے

وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لیے
ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے

کوئی نا امیدانہ کرتے نگاہ
سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے

بہت آرزو تھی گلی کی تری
سو یاں[5] سے لہو میں نہا کر چلے

دکھائی دیے یوں کہ بے خود[6] کیا
ہمیں آپ سے بھی جدا[7] کر چلے

جبیں[8] سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حق بندگی[9] ہم ادا کر چلے

1 अजदाद : पूर्वज

2 तलाशे मआश : आजीविका की तलाश

3 इख़्तिलाफ़ : विरोध, एक मत न होना, विरोधाभास

4 वालिद : पिता

5 इन्तकाल : देहान्त

6 तालीम : शिक्षा

7 इब्तिदा : आरम्भ

8 जानिब : ओर

9 मुसल्लमुस्सुबूत : पूर्णरूपेण, प्रमाणित

10 आज़ादारवी : स्वच्छन्दता

11 बेनियाज़ी : बेवफ़ाई

12 कनाअत पसन्दी : सन्तोष प्रिय

13 ख़ुद्दार : स्वाभिमानी

14. वज़अ : तरीक़ा

15 बीनाई : आंखों की रोशनी

16 हमअस्र : समकालिक

17 हरीफ़ : प्रतिद्वन्द्वी

18 मअर्का आराई : प्रतिद्वन्द्विता

19 एहतराम : सम्मान

20 नुमाइन्दा : प्रतिनिधि

21 बतौर ख़ास : विशेष रूप से

خواجہ حیدر علی آتش

(1767-1846)

آتش کے بزرگوں کا وطن بغداد تھا۔ اُن کے اجداد[1] تلاشِ معاش[2] میں دہلی آئے اور یہاں آباد ہوگئے۔ آتش کے والد خواجہ علی بخش، نواب شجاع الدولہ کے عہد میں دلّی سے فیض آباد چلے گئے۔ وہیں آتش کی پیدائش ہوئی۔ تاریخِ پیدائش کے بارے میں اختلاف[3] ہے۔ کمسنی میں والد[4] کا انتقال[5] ہوگیا۔ اس وجہ سے زیادہ تعلیم[6] حاصل نہ کرسکے۔ ابتدا[7] ہی سے شعرو شاعری کی جانب[8] رجحان تھا۔ لکھنؤ آکر مصحفی کے شاگرد ہوگئے۔ جلد ہی اُن کی شاعری نے شہرت حاصل کرلی اور وہ ایک مسلّم الثبوت[9] اُستاد مانے جانے لگے۔ آتش کی طبیعت میں آزادہ[10] روی، بے نیازی[11] اور قناعت[12] پسندی تھی۔ وہ بڑے خوددار[13] انسان تھے۔ اُن کی خودداری اور فقیرانہ وضع[14] کی جھلکیاں اُن کے کلام میں نظر آتی ہیں۔ آخر عمر میں بینائی[15] جاتی رہی تھی۔

آتش ناسخ کے ہم عصر[16] تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے حریف[17] بھی تھے۔ دونوں استادوں کے بہت سے شاگرد تھے۔ دونوں گروہوں میں اکثر نوک جھونک اور معرکہ آرائی[18] ہوتی رہتی تھی۔ اس کے باوجود آتش، ناسخ کا بہت احترام[19] کرتے تھے۔ اُن کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ ناسخ کے انتقال کے بعد انھوں نے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔

ناسخ اور آتش لکھنؤ اسکول کے نمائندہ[20] شعرا ہیں۔ دبستانِ لکھنؤ نے زبان کو بنانے اور سنوارنے پر بہ طورِ خاص[21] توجہ دی۔ چنانچہ آتش کے کلام کی بھی ایک بڑی

1 खुसूसियत : विशेषता
2 मुहावरात : मुहावरा का बहुवचन
3 फ़नकाराना : कलात्मक
4 मुरस्सा साज़ : जौहरी
5 रोज़मर्रा : दिनचर्या
6 लुत्फ़ : आनन्द
7 ईजाज़ : संक्षिप्त वर्णन
8 इख़्तिसार : संक्षेप
9 इम्तियाज़ी : अलग
10 मअर्फ़त : पहचान
11 इज़हार : वर्णन
12 सरशारी : भरपूर
13 ख़ामियां : कमियां
14 ख़ारिजी औसाफ़ : बाह्य गुणों
15 बेजा रिआयते लफ़ज़ी : अनुचित शाब्दिक रिआयत
16 इन्फ़ादी : अनोखी, अकेली

خصوصیت[1] زبان کی صفائی اور محاورات[2] کا فن کارانہ[3] استعمال ہے۔ الفاظ و تراکیب کی بندش سے شعروں میں حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں خود اُن کا شعر ہے؛

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع[4] ساز کا

آتش کے اشعار میں روز مرّہ[5] اور عام بول چال کا انداز بھی پایا جاتا ہے، جس سے کلام میں ایک خاص لطف[6] پیدا ہو گیا ہے۔ ایجاز[7] و اختصار[8]، رنگینی و شوخی اُن کے کلام کی امتیازی[9] خصوصیات ہیں۔ اُن کی شاعری میں تصوّف اور معرفت[10] کے مضامین بھی ملتے ہیں۔ ان کے اظہار[11] میں ایک مستی و سرشاری[12] کی کیفیت نظر آتی ہے۔

لکھنؤ اسکول کی بعض خامیاں[13] جیسے محبوب کے خارجی اوصاف[14] کا بیان، عامیانہ مضامین، بے جا رعایتِ لفظی[15] وغیرہ آتش کے کلام میں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن اِن عام خامیوں پر اُن کی انفرادی[16] خوبیاں غالب ہیں۔ انھیں انفرادی اوصاف کی بدولت آتش کو نہ صرف دبستانِ لکھنؤ کے شعرا میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے بلکہ اُن کا شمار اردو کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔

1 फ़साना : क़िस्सा, कहानी

2 ख़ल्के ख़ुदा : ईश्वर की रचना, मनुष्य (मख़लूक़)

3 ग़ायबाना : परोक्ष

4 बख़िया तलब : सिलाई चाहती

5 सदे चाक : सैंकड़ों फटे हुए सीने

6 ज़ेरे ज़मीं : ज़मीन के नीचे

7 बकफ़ : हथेली में, हाथ में

8 क़ारूँ : अरब का एक धनाढ्य व्यक्ति

9 राहते मँज़िल : मंज़िल की राहत

10 अस्पे उम्र : उम्र का घोड़ा

11 महमीज़ : सवार के जूते में लगा लोहे का काँटा

12 ताज़ियाना : कोड़ा, चाबुक

13 ज़ीना : सीढ़ी

14 सबा : हवा

15 मुश्तेख़ाक : मुठ्ठी भर मिट्‌टी

16 बाम : छत

17 आस्ताना : चौखट

18 सैयाद : शिकारी

19 असीर : अधीन

20 अन्दलीब : बुलबुल

21 तिब्लो अलम : ढोल व झंडा

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ[1] کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا[2] غائبانہ[3] کیا

کیا کیا الجھتا ہے تری زلفوں کے تار سے
بخیہ طلب[4] ہے سینۂ صد چاک[5] خانہ کیا

زیرِ زمیں[6] سے آتا ہے جو گل سو زر بکف[7]
قارون[8] نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل[9] سے اسپِ عمر[10]
مہمیز[11] کہتے ہیں گے کسے تازیانہ[12] کیا

زینہ[13] صبا[14] کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشتِ خاک[15]
بامِ[16] بلند یار کا ہے آستانہ[17] کیا

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد[18] اسیرِ[19] دامِ رگِ گل ہے عندلیب[20]
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام ودانہ کیا

طبل و علم[21] نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

1 कब्ज़ रूह : आत्मा निकालना
2 ज़र्द : पीला
3 मुद्दई : वादी, दावा करने वाला
4 गोश : कान
5 मुतरिब : गाने वाला, गवैया
6 सैयाद : शिकारी
7 गुल : फूल
8 ऐज़ार : गाल
9 क़फ़स : पिंजरा, क़ैद
10 आशियाना : घोंसला, मकान
11 ताइरे दिल : दिल का पक्षी, दिल रूपी पक्षी
12 तीरे कज : टेढ़ा तीर
13 हज़ीं : उदास
14 सराय : धर्मशाला
15 हसद : ईर्ष्या
16 दाद : सराहना, प्रशंसा

آتی ہے کس طرح سے مری قبضِ روح[1] کو
دیکھوں تو موت ڈھونڈھ رہی ہے بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد[2] سن کے جو نامرد مدّعی[3]
رستم کی داستاں ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار ساز دار نہ ہوئے گا گوش[4] کو
مطرب[5] ہمیں سناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیّادِ[6] گل[7] عذار[8] دکھاتا ہے سیرِ باغ
بلبل قفس[9] میں یاد کرے آشیانہ[10] کیا

ترچھی نگہ سے طائرِ دل[11] ہو چکا شکار
جب تیر کج[12] پڑے گا اڑے گا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دلِ حزیں[13]
مہماں سرائے[14] جسم سے ہوگا روانہ کیا

یوں مدّعی حسد[15] سے نہ دے داد[16] تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

اردو شاعری : انتخاب

1 इब्तिदा : आरम्भ

2 मुन्तक़िल : जगह बदलने वाला

3 ख़ुद्दार : स्वाभिमानी

4 इज़्ज़ते नफ़्स : मान-मर्यादा

5 फ़ितरतन : स्वभावतः

6 शोख़ मिज़ाज : तेज़ स्वभाव

7 वाक़ा : सिद्ध

8 ज़हानत : तबीयत की तेज़ी

9 सिफ़ात : सिफ़ात (गुण) का बहुवचन

10 नुमायां : स्पष्ट

11 ज़हानत आमेज़ : बुद्धिमता

12 ज़राफ़त : अक़्लमन्दी, हंसी मज़ाक़ का चटख़ारा

13 पेशेनज़र : देखते हुए

14 हैवाने ज़रीफ़ : अक़्लमन्द जानवर

15 फ़ख़्र : गर्व

16 आग़ाज़े शायरी : शायरी का आरम्भ

17 इसरार : ज़िद, आग्रह

مرزا اسداللہ خاں غالب

(1796-1869)

مرزا اسداللہ خاں غالب کو شعرو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ ابتدا[1] میں اسد تخلّص کرتے تھے، بعد میں غالب اختیار کیا۔ اسی تخلّص سے مشہور ہوئے۔ غالب جس زمانے میں آگرہ سے دہلی منتقل[2] ہوئے، دہلی میں شعرو شاعری کا بڑا چرچا تھا۔ یہاں آکر غالب کی شاعری خوب چمکی۔ مرزا غالب بڑے خوددار[3] انسان تھے۔ اُنھیں اپنی عزتِ نفس[4] کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ فطرتاً[5] ذہین اور شوخ مزاج[6] واقع[7] ہوئے تھے۔ ذہانت[8] اور شوخی کی یہ صفات[9] غالب کے کلام سے بھی نمایاں[10] ہیں۔ غالب کی ذہانت آمیز[11] شوخی و ظرافت[12] کے پیشِ نظر[13] حالی نے ''یادگارِ غالب'' میں انھیں ''حیوانِ ظریف[14]'' کہا ہے۔

مرزا غالب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ اگرچہ اردو کی بہ نسبت انھیں اپنا فارسی کلام بہت عزیز تھا اور اُسی پر فخر[15] کرتے تھے لیکن اُن کی شہرت اردو کلام ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اردو میں ان کا صرف ایک دیوان ہے اور وہ بھی مختصر ہے مگر اپنی خوبیوں کی وجہ سے بڑے سے بڑے دیوان پر بھاری ہے۔

غالب کو عام راستے سے الگ نئی راہ بنا کر چلنے کا شوق تھا۔ اسی شوق نے آغازِ شاعری[16] میں انھیں مشکل پسند بنادیا مگر کچھ دوستوں کے مشورے اور اصرار[17] پر

1 रविश : चलन
2 तर्क : छोड़ देना
3 निस्बतन : अपेक्षाकृत
4 मौज़ूआत : विषयों
5 फ़िक्र : सोच
6 बुलन्दी : ऊँचाई
7 अल्फ़ाज़ : लफ़्ज़ (शब्द) का बहुवचन
8 मानी ख़ैज़ : अर्थपूर्ण
9 इम्तियाज़ी : अलग
10 इन्फ़ादियत : अलग पहचान
11 मज़मून : विषय
12 फ़न्नी इख़्तिसार : कलात्मक संक्षेप
13 अज़ीम : महान
14 नाज़ : गर्व

انھوں نے یہ روش[1] ترک[2] کردی اور نسبتاً[3] آسان زبان استعمال کرنے لگے، لیکن خیالات کی تازگی، موضوعات[4] کی رنگارنگی، فکر[5] کی بلندی[6] اور الفاظ[7] کے معنی[8] خیز استعمال کی بدولت اُن کی امتیازی[9] شان و انفرادیت[10] برقرار رہی۔ بڑے سے بڑے مضمون[11] کو فنّی اختصار[12] کے ساتھ بیان کرنے میں انھیں مہارت حاصل تھی۔ بلاشبہ غالب ہمارے ایسے عظیم[13] شاعر ہیں جن پر اردو زبان ہمیشہ[14] ناز کرتی رہے گی۔

اردو شاعری : انتخاب

1 जोशे क़दह : प्याले का जोश
2 बज़्म चिरागां : महफ़िलको रोशन
3 जिगर लख़्त लख़्त को : दिल के टुकड़े-टुकड़े को
4 मिज़गां : पलकें
5 वज़्अ एहतियात : बनावट की सावधानी
6 चाक : फाड़ना
7 गरीबां : कुर्ते / कमीज़ का गला
8 नाल: : शिकायत, रोना
9 शरर बार : चिंगारी की बारिश
10 नफ़स : सांस
11 सैरे चिरागां : रोशनी की सैर
12 पुरसिशे जराहत : घाव की पूछताछ
13 सद : शत्
14 नमकदां : नमक रखने का बर्तन
15 ख़ामाए मिज़गां : पलकों का कलम
16 तराज़िए दामां : दामन फैलाए हुए
17 बाहम दिगर : एक दूसरे के,साथ साथ
18 दीदा : आँख
19 रक़ीब : दुश्मन
20 नज़ारह व ख़्याल : दर्शन और विचार
21 तवाफ़ : चक्कर लगाना
22 कुए मलामात : धुतकारी हुई, गली व कूचा
23 पिन्दार : स्वाभिमान, कल्पना
24 सनमकदा : बुतख़ाना
25 वीरां : उजाड़

مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح[1] سے بزم چراغاں[2] کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت[3] لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں[4] کیے ہوئے

پھر وضعِ احتیاط[5] سے رکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاک[6] گریباں[7] کیے ہوئے

پھر گرمِ نالہ[8] ہائے شرربار[9] ہے نفس[10]
مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں[11] کیے ہوئے

پھر پرسشِ جراحتِ[12] دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد[13] ہزار نمکداں[14] کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں[15] بخونِ دل
سازِ چمن طرازیِ داماں[16] کیے ہوئے

باہم دگر[17] ہوئے ہیں دل و دیدہ[18] پھر رقیب[19]
نظّارہ و خیال[20] کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طوافِ[21] کوئے ملامت[22] کو جائے ہے
پندار[23] کا صنم کدہ[24] ویراں[25] کیے ہوئے

1 दुश्वार : कठिन
2 मयस्सर : आसान, उपलब्ध
3 गिरया : रोना-धोना
4 काशाने : मकान
5 दर : दरवाज़ा
6 बयाबां : उजाड़
7 वाए : अफ़सोस
8 जलवः : दीदार
9 तक़ाज़ाए निगाह : दृष्टि की मांग, देखने का तक़ाज़ा
10 मिज़गां : पलकें

بس کہ دشوار[1] ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر[2] نہیں انساں ہونا

گریہ[3] چاہے ہے خرابی مرے کاشانے[4] کی
در[5] و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں[6] ہونا

وائے[7] دیوانگیِ شوق کہ ہر دم مجھ کو
آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ[8] از بس کہ تقاضائے نگہ[9] کرتا ہے
جوہرِ آئینہ بھی چاہے ہے مژگاں[10] ہونا

ہائے اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

اردو شاعری : انتخاب

1 जुल्फ़ के सर होते तक : जुल्फ़ के संवारने का काम पूरा होने तक
2 दाम : जाल
3 हल्क़ाए सद कामे निहंग : सैंकड़ों घड़ियालों के खुले हुए मुँह
4 क़तरे : बूंद
5 गोहर : मोती
6 तलब : मांग
7 बेताब : बेचैन
8 तग़ाफ़ुल : बेपरवाई
9 ख़ाक होना : बर्बाद होना
10 परतवे ख़ुर : सूरज की रोशनी
11 शबनम : ओस
12 फ़ना : नष्ट
13 तालीम : शिक्षा
14 इनायत : मेहरबानी, कृपा
15 बेश : ज़्यादा
16 फ़ुर्सते हस्ती ग़ाफ़िल : ज़िन्दा रहने की मोहलत से विमुख
17 गर्मीए बज़्म : महफ़िल की गर्मी
18 रक़्से शरर : चिंगारी का नाच
19 जुज मर्ग : सिवाए मौत
20 सहर : सुबह

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے[1] تک

دامِ[2] ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ[3]
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے[4] پہ گہر[5] ہوتے تک

عاشقی صبر طلب[6] اور تمنا بیتاب[7]
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک

ہم نے مانا کہ تغافل[8] نہ کرو گے لیکن
خاک[9] ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک

پرتوِ خور[10] سے ہے شبنم[11] کو فنا[12] کی تعلیم[13]
میں بھی ہوں ایک عنایت[14] کی نظر ہوتے تک

یک نظر بیش[15] نہیں فرصتِ ہستی غافل[16]
گرمیِ بزم[17] ہے اک رقصِ شرر[18] ہوتے تک

غمِ ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ[19] علاج؟
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر[20] ہوتے تک

1 नुक्ताचीं : आलोचक

2 जज़्बए दिल : दिल की भावना

3 ग़ैर : दूसरा

4 ख़त : पत्र

5 जल्व: गरी : रोशनी, ख़ूबसूरती, सूरत दिखाना

6 आतिश : आग

نکتہ چیں[1] ہے غمِ دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ[2] دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

کھیل سمجھا ہے کہیں چھوڑ نہ دے بھول نہ جائے
کاش یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے

غیر[3] پھرتا ہے لیے یوں ترے خط[4] کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا بُرا ہو وہ بھلے ہیں تو کیا
ہاتھ آئیں، تو انھیں ہاتھ لگائے نہ بنے

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری[5] کس کی ہے
پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کہ اٹھائے نہ بنے

موت کی راہ نہ دیکھوں کہ بن آئے نہ رہے
تم کو چاہوں کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش[6] غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

1 ख़्वाहिशें : इच्छाएं
2 अरमान : तमन्ना
3 चश्मेतर : भीगी आंखें
4 ख़ुल्द : जन्नत, स्वर्ग
5 बेआबरू : अपमानित, बेइज़्ज़त
6 कूचे : गली
7 क़ामत : क़द
8 दराज़ी : विशालता, लम्बाई
9 तुर्रए पुरपेचो ख़म : उलझी हुई लटें
10 मन्सूब : सम्बन्धित
11 बादह आशामी : शराब पीना
12 तवक़्क़ो : आशा
13 ख़स्तगी : बदहाली
14 तेग़ : तलवार
15 मयख़ाने : मधुशाला, शराब-ख़ाना
16 वाइज़ : उपदेशक

ہزاروں خواہشیں[1] ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان[2] لیکن پھر بھی کم نکلے

ڈرے کیوں میرا قاتل کیا رہے گا اس کی گردن پر
وہ خوں جو چشمِ تر[3] سے عمر بھر یوں دمبدم نکلے

نکلنا خلد[4] سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو[5] ہو کر ترے کوچے[6] سے ہم نکلے

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت[7] کی درازی[8] کا
اگر اس طرۂ پر پیچ و خم[9] کا پیچ و خم نکلے

مگر لکھوائے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے

ہوئی اس دور میں منسوب[10] مجھ سے بادہ آشامی[11]
پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے

ہوئی جن سے توقع[12] خستگی[13] کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ[14] ستم نکلے

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

کہاں میخانے[15] کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ[16]
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

1 मुश्ताक़ : जिज्ञासु

2 बेज़ार : जुदाई ढूंढ़ने वाला

3 इलाही : ईश्वर

4 माजरा : घटना, वाक़या, क़िस्सा

5 मुद्दआ : मतलब, आरज़ू, मक़सद

6 ग़मजह व इश्वह : नाज़ व अदा

7 शिकन : सुकड़न, सुकड़ना, सुकड़ी हुई

8 ज़ुल्फ़ अंबरीं : अंबर की ख़ुश्बू देने वाली ज़ुल्फ़

9 चश्म : आँख

10 सब्ज़ह व गुल : हरियाली व फूल

11 अब्र : बादल

12 वफ़ा : दोस्ती, प्रतिज्ञा, वफ़ादारी

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟
آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

ہم ہیں مشتاق[1] اور وہ بیزار[2]
یا الٰہی[3] یہ ماجرا[4] کیا ہے؟

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش! پوچھو کہ ''مدّعا[5] کیا ہے؟''

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟
غمزہ و عشوہ[6] و ادا کیا ہے؟

شکنِ[7] زلفِ عنبریں[8] کیوں ہے؟
نگہِ چشمِ[9] سرمہ سا کیا ہے؟

سبزہ و گل[10] کہاں سے آئے ہیں؟
ابر[11] کیا چیز ہے؟ ہوا کیا ہے؟

ہم کو ان سے وفا[12] کی ہے امّید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

1 दरवेश : सन्त
2 सदा : आवाज़
3 निसार : निछावर, कुरबान
4 दुआ : प्रार्थना

"ہاں، بھلا کر، ترا بھلا ہوگا!"
اور درویش[1] کی صدا[2] کیا ہے؟

جان تم پر نثار[3] کرتا ہوں
میں نہیں جانتا، دعا[4] کیا ہے؟

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے؟

1 तालीम : शिक्षा
2 तिब : वैधिकी
3 इख़्तियार : अपनाना
4 ज़हीन : बुद्धिमान
5 इल्मेनजूम : ज्योतिष शास्त्र
6 महारत : प्रवीणता
7 मुनज्जिम : ज्योतिषी
8 फ़ित्री : स्वाभाविक
9 मुनासिबत : लगाव, सम्बन्ध
10 शागिर्द : शिष्य
11 मुरव्वजा : प्रचलित
12 अस्नाफ़ : विधा (सिन्फ़) का बहुवचन
13 तबअ रसा : तेज़ ज़हन, तेज़ तबीयत
14 मौज़ूअ : विषय वस्तु
15 कैफ़ियतों : स्थितियों
16 बलीग़ : ख़ुश बयान, सीधे-सादे
17 पैराए : ढ़ंग
18 हमअस्र : समकालिक
19 अल्फ़ाज़ : लफ़्ज़ (शब्द) का बहुवचन
20 मसर्रत आमेज़ : हर्ष मिश्रित
21 तहय्युर : विस्मय

مومن خاں مومن

(1800-1852)

مومن خاں نام، مومن تخلص تھا۔ حکیم غلام نبی کشمیری کے بیٹے تھے۔ شاہ عبدالقادر سے عربی و فارسی کی تعلیم[1] حاصل کی اور خاندانی پیشہ[2] طب[3] اختیار کیا۔ وہ نہایت[4] ذہین آدمی تھے۔ انھیں[5] علمِ نجوم میں[6] وہ مہارت حاصل تھی کہ بڑے بڑے منجم[7] لوہا مانتے تھے۔ تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ رکھتے تھے۔ 1852 میں باون برس کی عمر میں چھت سے گرکر انتقال ہوا۔

مومن شاعری سے فطری[8] مناسبت[9] رکھتے تھے۔ شاہ نصیر کے شاگرد[10] ہوئے اور مروّجہ[11] شعری اصناف[12] مثلاً غزل، قصیدہ، رباعی، واسوخت، ترکیب بند، ترجیع بند، مثنوی وغیرہ میں اپنی طبعِ رسا[13] کے جوہر دکھائے۔ مگر ان کا خاص میدان غزل تھا۔ اس صنف میں انھوں نے کچھ ایسی باریکیاں پیدا کیں جو انھیں کا حصہ ہیں۔ موضوع[14] کے اعتبار سے اُن کی غزل حسن و عشق کے دائرے میں آتی ہے لیکن حسن کی نزاکتوں اور عشق کی کیفیتوں[15] کو مومن نے نہایت بلیغ[16] پیرائے[17] میں بیان کیا ہے۔ معاملہ بندی، معنی آفرینی، نزاکتِ خیال، اور ندرتِ بیان میں وہ کسی ہم عصر[18] غزل گو سے پیچھے نہیں۔ فارسی ترکیبوں اور الفاظ[19] کی اُلٹ پھیر سے کہیں کہیں پیچیدگی اور اُلجھن کا احساس ضرور ہوتا ہے لیکن ایسے اشعار بھی خوش گوار تجسّس[20] اور مسرّت آمیز تحیّر[21] کا احساس دلاتے ہیں۔

1 क़रार : अनुबन्ध
2 लुत्फ़ : आनन्द, मेहरबानी
3 पेशतर : पहले
4 करम : कृपा
5 गिले : शिकायतें, शिकवे
6 हिकायतें : कहानियाँ
7 बयाँ : वर्णन, कहना
8 आशना : परिचित
9 बावफ़ा : वफ़ादार

وہ جو ہم میں تم میں قرار[1] تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف[2] مجھ پہ تھے پیشتر[3] وہ کرم[4] کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے[5] وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں[6]
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بُری لگی
تو بیاں[7] سے پہلے ہی بھولنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یادہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا[8] جسے آپ کہتے تھے باوفا[9]
میں وہی ہوں مومنِ مبتلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

1 तालीम व तर्बियत : शिक्षा-दीक्षा

2 फ़ैज़े तर्बियत : दीक्षा का लाभ

3 मश्क़े सुख़न : रचना अभ्यास

4 हासिल : प्राप्त

5 इन्तक़ाल : देहान्त

6 वालिदा : माता

7 ख़ैरबाद कहा : छोड़ना

8 वालिए रामपुर : रामपुर के हाकिम, नवाब

9 क़द्रो मंजिलत : आदर-सत्कार

10 वली अह्द : राजकुमार, उत्तराधिकारी

11 मुसाहिबे ख़ास : ख़ास दोस्त

12 मुक़र्रर : नियुक्त

13 वक़्तन फ़वक़्तन : यदा-कदा

14 तसानीफ़ : रचनाओं (तस्नीफ़ का बहुवचन)

15 दीवान : कविता संग्रह

16 शहरे आशोब : उर्दू शायरी की एक विधा जिसमें किसी शहर की बदहाली व बर्बादी का वर्णन है।

نواب مرزا خاں داغ دہلوی

(1831-1905)

نواب شمس الدین خاں کے بیٹے نواب مرزا خاں داغ دہلی میں پیدا ہوئے۔ چھ سات سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں نے بہادر شاہ ظفر کے بیٹے مرزا فخرو سے شادی کر لی اور ماں کے ساتھ داغ لال قلعے میں رہنے لگے۔ یہیں اُن کی تعلیم و تربیت[1] ہوئی۔ لال قلعے کی شاعرانہ فضا میں شاعری کی اور استاد ذوق کے شاگرد ہوئے۔ استاد کے فیضِ[2] تربیت اور اپنی مشقِ سخن[3] سے تھوڑے ہی عرصے میں خود استادی کا درجہ حاصل[4] کرلیا۔ 1856 میں مرزا فخرو کا انتقال[5] ہوگیا۔ اس لیے داغ کو اپنی والدہ[6] کے ساتھ قلعہ چھوڑنا پڑا۔ اگلے سال غدر ہوجانے کی وجہ سے دہلی کو خیر[7] باد کہا اور رام پور چلے گئے۔ والیِ رام پور[8] نواب یوسف علی خاں نے داغ کی بڑی قدر و منزلت[9] کی اور انھیں ولی عہد[10] کلب علی خاں کا مصاحبِ خاص[11] مقرر[12] کیا۔ کلب علی خاں کے انتقال کے بعد داغ حیدرآباد چلے گئے۔ وہاں بھی اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ نظامِ حیدرآباد میر محبوب علی خاں کے اُستاد مقرر ہوئے۔ بڑی تنخواہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً[13] انھیں انعامات سے بھی نوازا گیا۔ حیدرآباد ہی میں 1905 میں فالج گرنے سے انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

داغ کی تصانیف[14] میں چار دیوان[15] ''گلزارِ داغ''، ''آفتابِ داغ''، ''ماہتابِ داغ'' اور ''یادگارِ داغ'' ایک مثنوی اور چند قصائد و رباعیات شامل ہیں۔ اِن کے علاوہ دہلی کی تباہی پر ایک شہر آشوب[16] بھی لکھا جو بہت مشہور ہوا۔

1 मुमताज़ ख़ुसूसियत : प्रसिद्ध विशेषता
2 शीरीनी : मधुरता, मिठास
3 तरन्नुम : राग, लय
4 बुनियादी : मूल
5 सक़ील : भारी बोझल
6 नामानूस : अनभिज्ञ, अपरिचित
7 तश्बीहात : तश्बीह (उपमा) का बहुवचन
8 इस्तआरात : इस्तआरा (रूपक) का बहुवचन
9 गुरेज़ : बचना
10 इब्तज़ाल : अनावश्यक, बेक़द्री
11 आमियानापन : साधारणपन
12 शीरीनी : मधुरता, मिठास
13 तर्जुमानी : प्रतिनिधित्व
14 मुआसरीन : समकालीन
15 नीज़ : तथा, और
16 तक़लीद : अनुसरण

داغ کی شاعری کی سب سے ممتاز خصوصیت[1] زبان کا استعمال ہے۔ سادگی و شیرینی[2]، ترنم[3] و روانی اس زبان کی بنیادی[4] صفات ہیں۔ ثقیل[5] اور نامانوس[6] الفاظ، دور از کار تشبیہات[7] اور پیچ در پیچ استعارات[8] سے انھوں نے بڑی حد تک گریز[9] کیا ہے۔ محاورات کا استعمال بڑے برجستہ انداز میں کیا ہے۔ شوخی اور بانکپن، رنگیں بیانی اور چلبلاپن داغ کی شاعری کا مزاج ہیں۔ لیکن یہی خصوصیات اُن کی شاعری میں اکثر ابتذال[10] اور عامیانہ پن[11] بھی پیدا کردیتی ہیں۔ اپنے کلام کی سادگی، صفائی، روانی، ترنم، شیرینی[12] اور عام پسند جذبات و خیالات کی ترجمانی[13] کی بدولت داغ اپنے زمانے کے سب سے مقبول شاعر تھے۔ داغ کی شاعری کا اثر اُن کے معاصرین[14]، نیز[15] بعد کے بہت سے شعراء پر بھی پڑا اور ایک خاص مدت تک اُن کے رنگِ کلام کی تقلید[16] ہوتی رہی۔

1 ज़ुल्फ़ : बाल, लट

2 आरज़ू : इच्छा

3 सुब्हे वतन : वतन की सुबह

4 शामे ग़ुर्बत : परदेस की शाम

5 शेफ़ता : मोहित

6 लाखे : लाख, एक तरह की गोंद जो लाख के कीड़े से पैदा होती है, जिसे पिघला कर मुहर लगाई जाती है।

7 नासिह : नसीहत करने वाला, उपदेशक

8 ख़ता : ग़लती

9 वस्ल : मिलन, मुलाक़ात

10 अदू : दुश्मन

لے چلا جان مری، روٹھ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

اپنے دل کو بھی بتاؤں نہ ٹھکانا تیرا
سب نے جانا، جو پتا ایک نے جانا تیرا

تو جو اے زلف[1] پریشان رہا کرتی ہے
کس کے اُجڑے ہوئے دل میں ہے ٹھکانا تیرا

آرزو[2] ہی نہ رہی صبحِ وطن[3] کی مجھ کو
شامِ غربت[4] ہے عجب وقت سہانا تیرا

یہ سمجھ کر تجھے اے موت لگا رکھا ہے
کام آتا ہے بُرے وقت میں آنا تیرا

اے دلِ شیفتہ[5] میں آگ لگانے والے
رنگ لایا ہے یہ لاکھے[6] کا جمانا تیرا

تو خدا تو نہیں اے ناصحِ[7] ناداں میرا
کیا خطا[8] کی جو کہا میں نے نہ مانا تیرا

رنج کیا وصلِ[9] عدو[10] کا جو تعلّق ہی نہیں
مجھ کو واللہ ہنساتا ہے رُلانا تیرا

1 दैर : मन्दिर

2 चश्म : आँख

3 तर्के आदत : आवत के छोड़ने से

4 गोर : क़ब्र

5 रन्जे फ़िराक़ : जुदाइ का दुख

6 तवाना : शक्तिशाली

7 बज़्मे दुश्मन : बुश्मन की महफ़िल

8 फ़र्ते नज़ाकत : मज़ाकत की ज़्यादती

کعبہ و دیر[1] میں یا چشم[2] و دلِ عاشق میں
انھیں دو چار گھروں میں ہے ٹھکانا تیرا

ترکِ عادت[3] سے مجھے نیند نہیں آنے کی
کہیں نیچا نہ ہو اے گور[4] سرہانا تیرا

میں جو کہتا ہوں اٹھائے ہیں بہت رنجِ فراق[5]
وہ یہ کہتے ہیں بڑا دل ہے توانا[6] تیرا

بزمِ دشمن[7] سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہے
اک قیامت کا اُٹھانا ہے اُٹھانا تیرا

اپنی آنکھوں میں ابھی کوند گئی بجلی سی
ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہے کہ جانا تیرا

یوں تو کیا آئے گا تو فرطِ نزاکت[8] سے یہاں
سخت دشوار ہے دھوکے میں بھی آنا تیرا

داغ کو یوں وہ مٹاتے ہیں، یہ فرماتے ہیں
تو بدل ڈال ہوا نام پرانا تیرا

1 उज़्र : बहाना

2 बाइसे तर्क : त्याग का कारण, छोड़ने की वजह

3 मुन्तज़िर : प्रतिक्षित

4 दमे रुख़्सत : विदाई का क्षण, दम निकलना

5 चिलमन : पर्दा, पर्दे का बारीक कपड़ा जिसमें दिखाई भी देता है।

6 लाग़र : कमज़ोर

7 इरशाद : आदेश, हुक्म

8 क़ता तअल्लुक : संबंध विच्छेद

9 जफ़ाएं : ज़्यादतियां

10 ज़ीस्त : ज़िन्दगी

عذر[1] آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں
باعثِ ترکِ[2] ملاقات بتاتے بھی نہیں

منتظر[3] ہیں دمِ رخصت[4] کہ یہ مرجائے تو جائیں
پھر یہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بھی نہیں

سر اٹھاؤ تو سہی، آنکھ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بھی نہیں، نیند کے ماتے بھی نہیں

کیا کہا، پھر تو کہو، ''ہم نہیں سنتے تیری''
نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن[5] سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مجھ سے لاغر[6] تری آنکھوں میں کھٹکتے تو رہے
تجھ سے نازک مری نظروں میں سماتے بھی نہیں

دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد[7] ہوا
کون بیٹھا ہے، اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں

ہو چکا قطعِ تعلق[8] تو جفائیں[9] کیوں ہوں
جن کو مطلب نہیں رہتا وہ ستاتے بھی نہیں

زیست[10] سے تنگ ہو اے داغ تو کیوں جیتے ہو
جان پیاری بھی نہیں، جان سے جاتے بھی نہیں

1 ख़ातिर : दिल की बात, आव-भगत

2 लिहाज़ : मुरव्वत

3 अफ़शाए राज़ : रहस्य खुलने से

4 गो : यद्यपि

5 ज़िल्लतें : रुसवाईयां, अपमान

6 गो नामाबर : यद्यपि सन्देशवाहक, यद्यपि सन्देश लाने वाले

7 बज़्मे अदू : दुश्मन की महफ़िल

8 ताब व तवाँ : चमक दमक, ताक़त

خاطر[1] سے یا لحاظ[2] سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

دل لے کے مفت، کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

ڈرتا ہوں دیکھ کر دلِ بے آرزو کو میں
سنسان گھر یہ کیوں نہ ہو مہمان تو گیا

افشائے رازِ[3] عشق میں گو[4] ذلتیں[5] ہوئیں
اسے جتا تو دیا جان تو گیا

گو نامہ[6] بر سے خوش نہ ہوا، پر ہزار شکر
مجھ کو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

بزمِ عدو[7] میں صورتِ پروانہ دل مرا
گو رشک سے جلا، ترے قربان تو گیا

ہوش و حواس و تاب و تواں[8] داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

1 तालीम : शिक्षा
2 हासिल : प्राप्त
3 नामी : नामक
4 माहनामा : मासिक
5 अर्साए-दराज़ : दीर्घ अवधि, लम्बे समय से
6 अगरचे : यद्यपि
7 तअस्सुबात : द्वेष, बेजा हिमायत
8 पाक : पवित्र
9 अख़लाकी जुर्रत : नैतिक एवं व्यवहारिक घृष्टता
10 मुनाफ़िकत : दोहरापन, मक्कारी
11 बेबाकी : निर्भीकता
12 उसूल पसन्दी : आर्दश प्रियता
13 नुमायां : प्रत्यक्ष
14 औसाफ़ : वस्फ़ (गुण) का बहुवचन
15 तालिब इल्मी : विद्यार्थी जीवन, छात्र जीवन
16 तहरीके आज़ादी : स्वतन्त्रता आन्दोलन
17 अमली तौर : व्यवहारिक रूप
18 सऊबतें : यातनाएं
19 आज़ादिए कामिल : पूर्ण आज़ादी
20 क़ाइल : स्वीकार
21 अज़ सरे नौ : नये सिरे से
22 क़ाबिले क़बूल : स्वीकार्य
23 शाइस्ता : सुन्दर, साफ़ सुथरी, योग्य
24 आशना : परिचित
25 दिलकशी : दिल को भाने वाली, दिल को अपनी ओर खींचने वाली
26 तर्ज़े अदा : अदा करने का ढ़ंग, वर्णन शैली
27 शगुफ़्तगी : खिलावट
28 लताफ़त : नर्मी, पवित्रता
29 तस्वीरकशी : चित्राँकन
30 वारदाते कल्ब : दिल की घटना
31 अक्कासी : अक्स उतारना
32 तर्जुमानी : प्रतिनिधित्व

حسرت موہانی

(1875-1951)

سید فضل الحسن 1875 میں قصبہ موہان ضلع اُناؤ میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی گھر پر پڑھی اور انگریزی تعلیم[1] اسکول میں حاصل[2] کی۔ علی گڑھ سے بی-اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد اردوئے معلّٰی نامی[3] ایک ادبی ماہنامہ[4] جاری کیا جو عرصۂ دراز[5] تک اردو زبان و ادب کی خدمت کرتا رہا۔ حسرت اگرچہ[6] مذہبی انسان تھے لیکن ان کا ذہن ہر قسم کے تعصبات[7] سے پاک[8] تھا۔ ان کی اخلاقی جرات[9] کمال کی تھی۔ جو بات دل میں ہوتی وہی زبان پر لاتے۔ منافقت[10] اور بناوٹی زندگی سے انھیں دور کا واسطہ نہ تھا، خودداری، بے[11] باکی ،اصول پسندی[12] اور خلوص اُن کے نمایاں[13] اوصاف[14] تھے۔

حسرت کو طالب[15] علمی کے زمانے سے شعرو شاعری کا شوق تھا۔ تحریکِ آزادی[16] میں عملی طور[17] پر شریک رہے، اُن کے رسالے اردوئے معلّٰی کی ضمانت ضبط کرلی گئی، کئی بار قیدو بند کی صعوبتیں[18] برداشت کیں، لیکن آزادیِ کامل[19] کے سلسلے میں کسی سمجھوتے کے قائل[20] نہ تھے۔

اردو غزل کو ازسرِ نو[21] قابلِ قبول[22] بنانے میں حسرت موہانی کا بڑا ہاتھ ہے۔ غزل کو تہذیب عاشقی کی شائستہ[23] زبان سے آشنا[24] کیا اور درد و اثر کے ساتھ شیرینی و دل کشی[25] اور طرزِ ادا[26] میں شگفتگی[27] و لطافت[28] پیدا کی۔ عشقیہ جذبات اور احساسات کی تصویر کشی[29]، وارداتِ قلب[30] کی عکاسی[31]، تصوف کی چاشنی، سیاست کی ترجمانی[32]، آزادی کی تڑپ اور بہ قولِ خود ''زبانِ لکھنؤ میں رنگِ دہلی کی نمود'' حسرت کے کلام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ 13/مئی 1951 کو انتقال ہوا۔

1 बाहज़ाराँ इज़्तिराब : कई हज़ार बेचैनी के साथ
2 सद हज़ाराँ इश्तियाक़ : सैकड़ों, हज़ारों जिज्ञासा के साथ
3 जानिब : ओर
4 गुर्फ़े : खिड़की
5 बेबाक : निर्भीक, बेख़ौफ़
6 दफ़अतन : अचानक
7 क़स्दे पा-बोसी : पाँव चूमने का इरादा
8 अज़राहे लिहाज़ : सावधानी से

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

باہزاراں اضطراب[1] و صد ہزاراں اشتیاق[2]
تجھ سے وہ پہلے پہل دل کا لگانا یاد ہے

بار بار اٹھنا اسی جانب[3] نگاہِ شوق کا
اور ترا غرفے[4] سے وہ آنکھیں لڑانا یاد ہے

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بیباک[5] ہوجانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے

کھینچ لینا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً[6]
اور دوپٹے سے ترا وہ منھ چھپانا یاد ہے

جان کر سوتا تجھے وہ قصدِ پا بوسی[7] مرا
اور ترا ٹھکرا کے سر وہ مسکرانا یاد ہے

تجھ کو جب تنہا کبھی پانا تو از راہِ لحاظ[8]
حالِ دل باتوں ہی باتوں میں جتانا یاد ہے

غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے

1 वस्ल की शब : मिलन की रात
2 ज़िक्रे फ़िराक़ : जुदाई का ज़िक्र
3 सोहबते राज़ो न्याज़ : प्रेम की गुप्त बातों की संगत
4 बर्गुश्त :: फिरा हुआ
5 बेदस्त-व-पा : बिना हाथ पैर
6 इद्दआए इत्तका : परहेज़गारी का दावा करना
7 अह्दे हवस : आरज़ू का ज़माना
8 फ़साना : क़िस्सा, कहानी

آ گیا گر وصل کی شب[1] بھی کہیں ذکرِ فراق[2]
وہ ترا رو رو کے مجھ کو بھی رُلانا یاد ہے

دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لیے
وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے

آج تک نظروں میں ہے وہ صحبتِ راز و نیاز[3]
اپنا جانا یاد ہے تیرا بلانا یاد ہے

میٹھی میٹھی چھیڑ کر باتیں نرالی پیار کی
ذکر دشمن کا وہ باتوں میں اڑانا یاد ہے

دیکھنا مجھ کو جو برگشتہ[4] تو سو سو ناز سے
جب منا لینا تو پھر خود روٹھ جانا یاد ہے

چوری چوری ہم سے تم آ کر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گزریں پر اب تک وہ ٹھکانا یاد ہے

شوق میں مہندی کے وہ بیدست و پا[5] ہونا ترا
اور مرا وہ چھیڑنا وہ گدگدانا یاد ہے

باوجودِ ادّعائے اتقا[6] حسرت مجھے
آج تک عہدِ ہوس[7] کا وہ فسانہ[8] یاد ہے

1 मंज़िले मुराद : गन्तव्य
2 कारवाँ : भीड, काफ़िला, गिरोह
3 बावस्फ़ : विशेषता के साथ
4 रन्जे हिज्र : जुदाई का दुख
5 मसरूर : खुश
6 ख़लिशे नातवां : कमज़ोरी की खटक
7 मुद्दआ : मतलब, इच्छा
8 जुह्दे खुश्क : परहेज़गार, उपदेशक
9 हिदायत : चेतावनी, सुधार
10 कुए बुतां : प्रिय की गली
11 बेताबियों : बेताबी (बेचैनी) का बहुवचन
12 बदगुमां : भ्रम पैदा करने वाली
13 पीराना सर : बूढ़ा
14 ख़्वाहान : इच्छुक
15 कश्मकश : खींचातानी
16 इम्तिहां : परीक्षा

اپنا سا شوق اوروں میں لائیں کہاں سے ہم
گھبرا گئے ہیں بے دلیِ ہمرہاں سے ہم

کچھ ایسی دور بھی تو نہیں منزلِ مراد[1]
لیکن یہ جب کہ چھوٹ چلیں کارواں[2] سے ہم

اے یادِ یار دیکھ کہ باوصفِ[3] رنجِ ہجر[4]
مسرور[5] ہیں تری خلشِ ناتواں[6] سے ہم

معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدّعا[7]
اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم

اے زہد[8] خشک تیری ہدایت[9] کے واسطے
سوغاتِ عشق لائے ہیں کوئے بتاں[10] سے ہم

بیتابیوں[11] سے چھپ نہ سکا حالِ آرزو
آخر بچے نہ اس نگہِ بد گماں[12] سے ہم

پیرانہ سر[13] بھی شوق کی ہمت بلند ہے
خواہانِ[14] کامِ جاں ہیں جو اُس نوجواں سے ہم

مایوس بھی تو کرتے نہیں تم زراہِ ناز
تنگ آگئے ہیں کشمکشِ[15] امتحاں[16] سے ہم

1 ख़लवत : तन्हाई, एकान्त

2 जाँ नवाज़ : जान बचाने वाला

3 शादमां : खुश, प्रसन्न

4 यास : निराशा

5 इब्तिदाए शौक़ : शौक़ का आरम्भ

6 बन्दगी : ग़ुलामी

7 आस्तां : दरगाह, चौखट, दरबार

خلوت[1] بنے گی تیرے غمِ جاں نواز[2] کی
لیں گے یہ کام اپنے دلِ شادماں[3] سے ہم

ہے انتہائے یاس[4] بھی اک ابتدائے شوق[5]
پھر آگئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم

حسرت پھر اور جا کے کریں کس کی بندگی[6]
اچھا جو سر اٹھائیں بھی اس آستاں[7] سے ہم

1 पैराहन : लिबास
2 अक्से मय : शराब के अक्स
3 इश्रत : ऐश
4 शब : रात
5 नूरे सहर : सुबह की रोशनी
6 कैफ़ियत : स्थिति
7 नीम ख़्वाबी : अर्ध निन्द्रा
8 बज़्मे तरब : ख़ुशी की महफ़िल, गानों की महफ़िल
9 ग़मज़दों : दुखियों
10 वाँ : वहां
11 बारयाबी : पेशी, उपस्थिति, पहुँच
12 बावस्फ़े इस्मत : पवित्रता की विशेषता के साथ
13 वस्ल : मिलन
14 बेहिज़ाबी : बेपर्दगी
15 रूए ज़ेबा : ख़ूबसूरत चेहरा
16 वस्फ़ : गुण
17 गर्दूं : आसमान
18 रकाबी : सवारी

۳

لایا ہے دل پر کتنی خرابی
اے یار تیرا حسنِ شرابی

پیراہن[1] اُس کا ہے سادہ رنگیں
یا عکسِ مے[2] سے شیشہ گلابی

عشرت[3] کی شب[4] کا وہ دورِ آخر
نورِ سحر[5] کی وہ لاجوابی

پھرتی ہے اب تک دل کی نظر میں
کیفیت[6] اُن کی وہ نیم خوابی[7]

بزمِ طرب[8] ہے وہ بزم، کیوں ہو
ہم غمزدوں[9] کو واں[10] باریابی[11]

اس نازنیں نے باوصفِ عصمت[12]
کی وصل[13] کی شب وہ بے حجابی[14]

شوق اپنی بھولا گستاخ دستی
دل ساری شوخی حاضر جوابی

وہ روئے زیبا[15] ہے جانِ خوبی
ہیں وصف[16] جس کے سارے کتابی

اس قیدِ غم پر قربان حسرت
عالی جنابی گردوں[17] رکابی[18]

1 मश्रिकी उलूम : पूर्वी भाषाओं का ज्ञान

2 तालीम : शिक्षा

3 इम्तियाज़ : विशेष योग्यता

4 आला तालीम : उच्च शिक्षा

5 हासिल : प्राप्त

6 नुमायां कामयाबी : विशेष सफलता

7 माइल : उन्मुख

8 इब्तिदाई तालीम : आरम्भिक शिक्षा

9 इस्लाह : सुधार

10 फ़ारिगुल इस्लाह : सुधार से फ़ारिग़, सुधार की आवश्यकता नहीं होना

11 इल्मे फ़लसफ़ा : दर्शनशास्त्र

12 इस्रार : आग्रह

13 महारत : विशेषज्ञता, निपुणता

14 मुताला : अध्ययन

15 सररिश्ताए तालीमात : शिक्षा विभाग

16 वाबस्ता : सम्बद्ध

17 आलमगीर मक़बूलियत : विश्वव्यापी प्रसिद्धि

18 मशाग़िल : रूचियों

19 मुतास्सिर : प्रभावित

20 ख़िताब : उपाधि

21 अता : प्रदान

22 मुख़्तलिफ़ एज़ाज़ात : विभिन्न सम्मानों

محمد اقبال

(1877-1938)

9/نومبر 1877 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ شمس العلما مولوی سید میر حسن سے فارسی، عربی اور دیگر مشرقی علوم[1] کی تعلیم[2] حاصل کی۔ سیالکوٹ ہی میں ایک انگریزی اسکول سے امتیاز[3] کے ساتھ انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اسکاچ مشن اسکول سے ایف۔اے کیا۔ لاہور میں اعلیٰ تعلیم[4] حاصل[5] کی اور بی۔اے اور ایم۔اے کے امتحانات میں بھی نمایاں کامیابی[6] حاصل کی۔ شاعری کی طرف بچپن سے مائل[7] تھے۔ ابتدائی تعلیم[8] کے زمانے ہی میں شعر کہتے تھے۔ اس وقت ہندوستان میں داغؔ کی شاعری کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اقبالؔ نے خط وکتابت کے ذریعے ان سے اصلاح[9] لی۔ چند ہی دنوں میں انھوں نے فارغ الاصلاح[10] کردیا۔ داغ کی اصلاح نے اقبال کے کلام میں روانی اور زبان میں صفائی پیدا کی۔ لاہور ہی میں اعلیٰ تعلیم کے دوران پروفیسر آرنلڈ سے علمِ فلسفے[11] کی تعلیم حاصل کی۔ جب پروفیسر آرنلڈ انگلینڈ چلے گئے تو انھیں کے اصرار[12] پر اقبال نے 1905 میں یورپ کا سفر کیا۔ وہاں فلسفے میں مہارت[13] حاصل کی اور فارسی ادب کا مطالعہ[14] بھی جاری رکھا۔ اس کے بعد جرمنی چلے گئے جہاں میونخ یونیورسٹی سے ایرانی فلسفے پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد لندن واپس آکر بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ 1908 میں ہندستان واپس آئے۔ ہندستان واپس آنے کے بعد وہ سررشتۂ تعلیمات[15] سے وابستہ[16] ہوگئے۔ اس کے بعد بیرسٹری شروع کردی۔ اقبال کی عالم گیر مقبولیت[17] اور علمی مشاغل[18] سے متاثر[19] ہوکر حکومتِ برطانیہ نے انھیں ''سر'' کا خطاب[20] عطا[21] کیا۔ اس کے علاوہ بھی انھیں مختلف اعزازات[22] سے نوازا گیا۔

1 आख़िरी अय्याम : अन्तिम दिनों

2 सेहत : स्वास्थ्य

3 बाइस : कारण

4 बिल आख़िर : अन्तत:

5 तवील अलालत : लम्बी बीमारी

6 तस्नीफ़ात : तस्नीफ़ का बहुवचन (रचनाएँ)

7 नस्र : गद्य

8 मुश्तमिल : आधारित

9 सर्माया : पूँजी

10 मुश्तरक मजमूआ : संयुक्त संग्रह

11 बेश्तर : अधिकतर

12 नज़्मो : नज़्म (कविता) का बहुवचन

13 वुस्अत : फैलाव

14 मुख़्तलिफ़ जिहात : विभिन्न दिशाओं

15 इजाफ़ा : वृद्धि

16 तश्बीहात : उपमाओं

17 इस्तआरात : इस्तआरा (रूपक) का बहुवचन

18 तराकीब : तरकीब का बहुवचन

19 तख़लीक़ी इमकानात : सृजनात्मक संभावनाएँ

20 मन्ज़र निगारी : दृश्याँकन

21 मुहाकात : आपसी बातचीत

22 मुसव्विर : तस्वीर बनाने वाला

23 मुए क़लम : क़लम के बाल से (ब्रुश)

24 सक़ील : भारी भरकम

25 तरन्नुम : राग

25 गिरां : बोझ

27 बेतकल्लुफ़ : अनौपचारिक

28 वस्फ़ : ख़ूबी, विशेषता

عمر کے آخری ایام[1] میں اقبال کی صحت[2] خراب رہنے لگی تھی اور آواز بند ہوگئی تھی، جس کے باعث[3] ہائی کورٹ جانا بند کردیا تھا۔ بالآخر[4] 21/اپریل 1938 کو علامہ اقبال نے ایک طویل علالت[5] کے بعد انتقال کیا۔

علامہ اقبال کی تصنیفات[6] انگریزی نثر[7]، خطوط، فارسی نظموں، غزلوں اور اردو شاعری پر مشتمل[8] ہیں۔ اردو میں ان کی شاعری کا سرمایہ[9] بانگِ درا، بالِ جبریل اور ضربِ کلیم پر مشتمل ہے۔ ارمغانِ حجاز ان کے اردو اور فارسی کلام کا مشترک مجموعہ[10] ہے۔

اقبال نے شاعری کی ابتدا غزل سے کی، لیکن جلد ہی نظم کی طرف مائل ہوگئے۔ ان کی شاعری کا بیشتر[11] حصہ نظموں[12] پر ہی مشتمل ہے۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی نظمیں کہی ہیں۔ بچوں کی نظموں میں "ترانۂ ہندی" اور "بچے کی دعا" خصوصیت سے مقبول ہوئیں۔ ان کی شاعری کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ شروع سے آخر تک اُن کی شاعری برابر ترقی کرتی رہی اور اُس میں وسعت[13] اور گہرائی پیدا ہوتی گئی۔ اقبال نے اردو شاعری میں مختلف جہات[14] سے اضافہ[15] کیا ہے۔ انھوں نے زبان کو جس فنکارانہ انداز سے برتا، اس سے اردو شاعری میں نئے خیالات کے اظہار کی مختلف راہیں کھلیں، نئی تشبیہات[16]، استعارات[17] اور تراکیب[18] نے جگہ پائی اور اس طرح اردو زبان میں نئے تخلیقی امکانات[19] پیدا ہوئے۔ منظر نگاری[20] اور محاکات[21] میں اقبال اپنے قلم سے وہی کام لیتے ہیں جو ایک مصوّر[22] اپنے موقلم[23] سے لیتا ہے۔ کہیں کہیں ثقیل[24] الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں لیکن وہ کلام کے ترنم[25] اور جوشِ بیان کے باعث طبیعت پر گراں[26] نہیں گزرتے۔ فارسی اور عربی کے الفاظ کا بے تکلف[27] استعمال ان کی شاعری کا خاص وصف[28] ہے، لیکن وہ اس سے کلام میں زور پیدا کرنے کا کام لیتے ہیں۔

1 पयाम : सन्देश

2 तालिमात : तालीम का बहुवचन (शिक्षा)

3 हरकत व अमल : गति एवं कर्म

4 कारफ़रमा : निहित

5 फ़लसफ़ाए ख़ुदी : स्व का दर्शन

6 क़ौमी : राष्ट्रीय

7 मसाइल : समस्याओं

8 माद्दियत : भौतिकता

9 मग़रबिय्यत : पश्चिमीकरण

10 इज्तनाब : परहेज़, बचाव

11 ख़ुद्दारी : स्वाभिमानी

12 अवसाफ़ : गुणों

13 इन्सानियत : मानवता

14 बक़ा : संरक्षण, सुरक्षित

15 लाज़मी : अनिवार्य

اقبال نے اپنی شاعری کو اپنے خاص پیام[1] اور تعلیمات[2] کی ترویج کا ذریعہ بنایا تھا۔ ان کی تمام تر فکر میں حرکت[3] و عمل کا فلسفہ[4] کارفرما ہے، جس کو انھوں نے فلسفۂ خودی[5] کے نام سے پیش کیا۔ اقبال کو قومی[6] و مذہبی مسائل[7] سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ مادیت[8] اور مغربیت[9] سے اجتناب[10] کے خیالات بھی ان کے یہاں کارفرما ہیں۔ اقبال بلند ہمتی، خودی، خودداری، سربلندی[11] اور دل و نظر کی وسعت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان اوصاف[12] کو انسانیت[13] کی بقا[14] کے لیے لازمی[15] سمجھتے ہیں۔

1 कज री : टेढ़े मेढ़े चाल वाला

2 अन्जुम : तारे

3 फ़िक्रे जहां : दुनिया की चिन्ता

4 ला-मकां : बेघर, परलोक

5 ख़ता : दोष

6 अज़ल : आदि, आरम्भिक, शुरूआती

7 जुर्रत : धृष्टता

8 राज़दां : राज़ जानने वाला

9 जिब्रील : एक फ़रिश्ते का नाम

10 शीरीं : मधुर, मीठा

11 तर्जुमां : प्रतिनिधि

12 कोकब : सितारा

13 ताबानी : चमक

14 ज़वाल : पतन

15 ज़ियां : नुक़सान

اگر کج رو[1] ہیں انجم[2] آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں[3] کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لا مکاں[4] خالی
خطا[5] کس کی ہے یا رب لامکاں تیرا ہے یا میرا

اسے صبحِ ازل[6] انکار کی جرأت[7] ہوئی کیونکر
مجھے معلوم کیا وہ رازداں[8] تیرا ہے یا میرا

محمدؐ بھی ترا جبریل[9] بھی قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں[10] ترجماں[11] تیرا ہے یا میرا

اسی کوکب[12] کی تابانی[13] سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ[14] آدمِ خاکی زیاں[15] تیرا ہے یا میرا

1 कोह-व-दमन : पहाड़ व ज़मीन
2 मुर्ग़े चमन : चमन के पक्षी
3 सहरा : रेगिस्तान, जंगल
4 ऊदे ऊदे : बैंगनी रंग का
5 पैरहन : लिबास
6 बर्गे गुल : फूल की पत्ती
7 शबनम : ओस
8 बादे सुब्ह : सुबह की हवा
9 बेनक़ाबी : अनावरण
10 सुराग़ : रहस्य
11 अफ़्रंगी : फ़िरंगी, अंग्रेज़

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن[1]
مجھ کو پھر نغموں پہ اُکسانے لگا مرغِ چمن[2]

پھول ہیں صحرا[3] میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے[4] نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن[5]

برگِ گل[6] پر رکھ گئی شبنم[7] کا موتی بادِ صبح[8]
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی[9] کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ[10] زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی[11] کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

1 फ़िज़ाए : फ़िज़ा (माहौल, मौसम) का बहुवचन

2 कारवां : भीड़

3 क़नाअत : सन्तोष

4 आलमे रंग-व-बू : दुनिया के रंग व महक

5 आशियाँ : ठिकाना, घोंसला

6 शाहीं : श्येन

7 परवाज़ : उड़ना

8 रोज़ व शब : दिन व रात

9 अन्जुमन : महफ़िल, सभा

10 राज़दां : राज़ जानने वाला, समझाने वाले

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں[1]
یہاں سیکڑوں کارواں[2] اور بھی ہیں

قناعت[3] نہ کر عالمِ رنگ و بو[4] پر
چمن اور بھی آشیاں[5] اور بھی ہیں

تو شاہیں[6] ہے پرواز[7] ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب[8] میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن[9] میں
یہاں اب مرے رازداں[10] اور بھی ہیں

1 विलादत : जन्म
2 इब्तिदाई तालीम : आरम्भिक शिक्षा
3 इस्लाहे सुख़न : शायरी पर इस्लाह
4 तूल : लम्बा
5 हंगामा ख़ेज़ : हंगामा पैदा करने वाला
6 मआसिरीन : समकालिक
7 मअर्के : खींच-तान
8 ख़िलाफ़ : विरुद्ध
9 शिकन : तोड़ने वाला
10 नवाज़ा : सम्मानित किया
11 अय्याम : दिनों (योम का बहुवचन)
12 ग़ैर ज़रूरी : अनावश्यक
13 तल्ख़ियों : कड़वाहटों
14 इन्तेकाल : देहान्त
15 शख़्सियत : व्यक्तित्व
16 अनानियत : अहंकार
17 कुव्वत : शक्ति
18 फ़िक्र : विचार
19 जिद्दत : नवीनता
20 लुत्फ़ : ख़ूबी
21 अल्फ़ाज़ : लफ़्ज़ (शब्द) का बहुवचन

یاس یگانہ چنگیزی

(1884-1956)

مرزا واجد حسین پہلے یاس تخلص کرتے تھے، بعد میں یگانہ ہو گئے۔ ولادت[1] 1884 میں پٹنہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم[2] وطن ہی میں ہوئی۔ پہلے مولوی سید علی خاں بیتاب سے اصلاحِ سخن[3] لیتے تھے، بعد میں بیتاب نے انھیں اپنے استاد شاد عظیم آبادی کے سپرد کر دیا۔ 1904 میں کلکتہ گئے وہاں بیماری نے طول[4] کھینچا تو علاج کے لیے لکھنؤ آئے اور ایسے آئے کہ اچھے ہو کر بھی یہاں سے جانا گوارہ نہ کیا۔ لکھنؤ ہی میں شادی کی اور یہیں بس گئے۔ لکھنؤ کا قیام نہایت ہنگامہ خیز[5] ثابت ہوا۔ اس کا اثر ان کی شاعری پر دیکھا جاسکتا ہے۔ کئی معاصرین[6] سے ان کے معرکے[7] رہے۔ افسوس کہ ان معرکوں کی وجہ سے یگانہ مرزا غالب کے خلاف[8] ہو گئے۔ خود کو غالب شکن[9] کہتے تھے اور ایسے ایسے الفاظ سے غالب کو نوازا[10] کہ پڑھنے اور سننے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ زندگی کے آخری ایام[11] غیر ضروری[12] بحثوں اور تلخیوں[13] میں بسر ہوئے۔ 1956 میں انتقال[14] ہوا۔

ان کی شخصیت[15] میں انانیت[16] بہت زیادہ تھی۔ کلام میں قوت[17] اور زور ہے۔ بانکپن اور آزادہ روی مزاج کا حصہ تھے ہی، فکر[18] کی تازگی اور احساس کی جدت[19] کے ساتھ مل کر ان کی غزل میں کچھ ایسی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جو اپنا لطف[20] رکھتی ہے۔ ان کی شاعری میں فکری گہرائی اور تہہ داری زیادہ نہیں لیکن شخصیت کی آزادی کی چمک ضرور ہے۔ بول چال کے ایسے الفاظ[21] بھی جو ادبی زبان کا حصہ نہیں ہیں، کہیں کہیں

1 तुन्दी : तेज़ी, धार

2 ख़िलाफ़ : विरुद्ध

3 रुबाईयां : रुबाई (काव्य की एक विधा) का बहुवचन

4 शाए : प्रकाशित

ان کا استعمال بھی معنی میں تیزی اور تندی[1] کے لیے کرتے تھے۔ یگانہ نے غالب کے علاوہ اقبال اور جوش کے خلاف[2] بھی بہت کچھ لکھا۔ ان کی رباعیاں[3] بھی مشہور ہیں۔ کلام کے مجموعے ''آیاتِ وجدانی'' اور ''گنجینہ'' کے نام سے شائع[4] ہوئے۔

1 ख़ब्त : जुनून

2 जुम्बिश : हिलना डुलना, हरकत

3 मुज़बज़ुब : डांवाडोल

4 जज़्बए लबालब : जोश से भरा दिल

5 रास्ती : सच्चाई

6 मुक़र्रब : नज़दीक का (प्रिय)

7 ढ़ब : ढ़ंग

8 जिहाद : सच की लड़ाई, धर्म-युद्ध

9 ज़िन्दा दारिए शब : रात को बहुत जागने वाला

10 ज़लज़ले : भूंचाल

11 कारगाहे फ़ित्रत : प्रकृति का नियम, कुदरत का कारख़ाना

12 पासबानी : चौकीदारी, पहरेदारी, निगरानी

سب ترے سوا کافر آخر اس کا مطلب کیا
سر پھرا دے انساں کا ایسا خبطِ[1] مذہب کیا

رنگ لاتی ہے آخر ایک جنبشِ[2] لب کیا
دیکھیے دکھاتا ہے وعدۂ مُذبذب[3] کیا

چلّو بھر میں متوالی دو ہی گھونٹ میں خالی
یہ بھری جوانی کیا جذبۂ لبالب[4] کیا

شامت آگئی آخر کہہ گیا خدا لگتی
راستی[5] کا پھل پاتا بندۂ مقرّب[6] کیا

الٹی سیدھی سنتا رہ اپنی کہہ تو اُلٹی کہہ
سادہ ہے تو کیا جانے بھانپنے کا ہے ڈھب[7] کیا

سب جہاد[8] ہیں دل کے سب فساد ہیں دل کے
بے دلوں کا مطلب کیا اور ترکِ مطلب کیا

ہو رہے گا سجدہ بھی جب کسی کی یاد آئی
یاد جانے کب آئے زندہ داری شب[9] کیا

آندھیاں رکیں کیوں کر زلزلے[10] تھمیں کیوں کر
کارگاہِ فطرت[11] میں پاسبانیِ[12] رب کیا

1 कारे मर्ग : मरने का काम, मृत्यु का कार्य
2 मूज़ियों : घातकों
3 नेशे अक़रब : बिच्छू का डंक
4 दरमां : इलाज

کارِ مرگ[1] کے دن کا، تھوڑی دیر کا جھگڑا
دیکھنا ہے یہ ناداں جینے کا ہے کرتب کیا

پڑ چکے بہت پالے ڈس چکے بہت کالے
موذیوں[2] کے موذی کو فکرِ نیش عقرب[3] کیا

میرزا یگانہ واہ زندہ باد زندہ باد
اک بلائے[4] درماں جب تم بھی کیا تھے اور اب کیا

1 बुज़ुर्गों : पूर्वजों

2 मोरिसे आला : पूर्वज

3 उस्ताद : गुरू

4 वालिद : पिता

5 तालीम : शिक्षा

6 इब्तिदा : शुरू, आरम्भ

7 इस्लाह : सुधार

8 आख़िरुज़्ज़िक्र : अन्तिम वर्णित

9 इन्तक़ाल : देहान्त

10 सरमस्ती व सरशारी : मतवालापन, भरा पुरापन

11 कैफ़ियत : स्थिति

12 हम अस्र : समकालीन

13 मुमताज़ : अलग

14 शबाब : जवानी

15 कैफ़ियात : कैफ़ियत का बहुवचन

16 वालहाना : मदहोश, जज़्बाती

17 पुरकैफ़ : मस्ती व सूरूर से भरे हुए

18 नुमायां ख़ुसूसियात : स्पष्ट विशेषताएं

19 आम फ़हम : साधारण तथा समझ में आने वाली

20 तकरार : पुनरावृत्ति

21 लुत्फ़ : आनन्द

جگر مرادآبادی

(1890-1960)

جگر کے بزرگوں[1] کا وطن دہلی تھا۔ اُن کے مورثِ[2] اعلیٰ مولوی محمد سمیع، جو شاہ جہاں کے استاد[3] تھے، ترکِ وطن کر کے مرادآباد میں آبسے تھے۔ یہیں جگر کی پیدائش ہوئی۔ اصلی نام علی سکندر تھا۔ ان کے والد[4] مولوی محمد علی نظر بھی صاحب دیوان شاعر تھے۔ جگر کی تعلیم[5] زیادہ نہیں تھی لیکن شاعری کا شوق لڑکپن سے ہی تھا۔ تیرہ چودہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے تھے۔ ابتدا[6] میں اپنے کلام پر والد سے اصلاح[7] لیتے تھے، بعد میں داغ دہلوی اور منشی امیراللہ تسلیم سے مشورۂ سخن کیا۔ تین مجموعے داغِ جگر، شعلۂ طور اور آتش گل شائع ہوئے ہیں۔ آخرالذکر[8] کتاب پر ساہتیہ اکادمی کا انعام ملا۔ انعام ملنے کے کچھ ہی عرصے بعد 9/ستمبر 1960 کو جگر کا انتقال ہو[9] گیا۔

جگر کی شاعری میں سرمستی[10] و سرشاری کی کیفیت[11] ہے جو انھیں دوسرے ہم عصر[12] شعرا سے ممتاز[13] کرتی ہے۔ حسن و عشق اور شراب و شباب[14] کے معاملات و کیفیات[15] کو بڑے والہانہ[16] انداز میں بیان کرتے ہیں۔ کیفیت و مستی کا یہ انداز معرفت کے مضامین میں بھی نظر آتا ہے۔ رنگین وپُر کیف[17] خیالات، سادگی، روانی اور ترنم جگر کی شاعری کی نمایاں خصوصیات[18] ہیں۔ عموماً عام فہم[19] اور سادہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ اکثر وہ الفاظ کی تکرار[20] سے بھی کام لیتے ہیں جس سے کلام میں ایک خاص لُطف[21] پیدا ہو جاتا ہے۔

1 मस्लहत : नेक सलाह, नीति

2 ग़ैर मुमकिन : असंभव

3 तवाज़अ : सत्कार

4 बेख़्वाब : अनिद्रा, जागना

5 फ़ितना : हंगामा, फ़साद, दंगा

۱

نہ اب مسکرانے کو جی چاہتا ہے
نہ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

ستاتے نہیں وہ تو اُن کی طرف سے
خود اپنے ستانے کو جی چاہتا ہے

کوئی مصلحت[1] روک دیتی ہے ورنہ
پلٹ دیں زمانے کو، جی چاہتا ہے

تجھے بھول جانا تو ہے غیر ممکن[2]
مگر بھول جانے کو جی چاہتا ہے

تواضع[3] کر اے عشق! چند آنسوؤں سے
بہت مسکرانے کو جی چاہتا ہے

بہت دیر تک چھپ کے تیری نظر سے
تجھے دیکھ پانے کو جی چاہتا ہے

تری آنکھ کو بھی جو بے خواب کردے
وہ فتنہ جگانے کو جی چاہتا ہے

حسیں تیری آنکھیں، حسیں تیرے آنسو
یہیں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے

جگر اب تو وہ بھی یہ کہتے ہیں مجھ سے
ترے ناز اُٹھانے کو جی چاہتا ہے

1	शुमार : गिनती
2	माहौल : वातावरण
3	चुनांचे : अत:
4	आला दस्तगाह : उच्च योग्यता
5	मजमुए : कविता संग्रह
6	क़ाबिले ज़िक्र : उल्लेखनीय
7	तास्सुराती तन्क़ीद : प्रभावकारी आलोचना
8	तन्क़ीदी मज़ामीन : आलोचनात्मक आलेख
9	अहम मिसालें : महत्वपूर्ण उदाहरण
10	ख़िताब : उपाधि
11	एज़ाज़ : सम्मान

فراق گورکھپوری

(1896-1982)

فراق گورکھپوری کا شمار[1] اردو کے ممتاز ترین غزل گو شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ ان کا اصلی نام رگھوپتی سہائے تھا۔ 1896 میں گورکھ پور میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے عام ماحول[2] کی طرح ان کے گھر میں شعروشاعری کا چرچا تھا۔ چنانچہ[3] بچپن ہی سے شعرگوئی کا شوق پیدا ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تیرہ برس کی عمر سے شعر کہنے لگے تھے۔ انھوں نے تعلیم الٰہ آباد میں حاصل کی اور اردو اور فارسی کے علاوہ انگریزی میں بھی اعلا دستگاہ[4] بہم پہنچائی، بعد میں انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہوگئے اور کچھ مدت تک جواہر لعل نہرو کے ساتھ کام کیا۔ جیل بھی گئے۔ کچھ عرصے بعد انگریزی میں ایم-اے کیا اور الٰہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد ہوگئے اور یہیں سے 1959 میں ریٹائر ہوئے۔

فراق گورکھپوری کے کلام کے کئی مجموعے[5] شائع ہوئے جن میں روحِ کائنات، رمز و کنایات، غزلستان، شبنمستان اور گلِ نغمہ خاص طور پر قابلِ ذکر[6] ہیں۔ اُن کی رباعیوں کا مجموعہ، روپ' بھی بہت مشہور ہے۔ اردو میں تاثراتی تنقید[7] کے علمبرداروں میں بھی فراقؔ کا نام لیا جاتا ہے۔ اُن کے تنقیدی مضامین[8] کا مجموعہ 'اندازے' اور اُن کی کتاب 'اردو کی عشقیہ شاعری' تاثراتی تنقید کی اہم مثالیں[9] ہیں۔ فراقؔ گورکھپوری کو 1960 میں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ دیا گیا۔ 1968 میں انھیں پدم بھوشن کا خطاب[10] ملا، اور 1969 میں ملک کا سب سے بڑا ادبی اعزاز[11] گیان پیٹھ

1 अता : प्रदान
2 बुनियादी तौर पर : मूल रूप से
3 लताफ़त : नर्मी, पवित्रता
4 अह्द : युग
5 शोरा : शायर का बहुवचन
6 रिवायत : परम्परा
7 बाज़याफ़्त : पुनरावृति
8 तहज़ीबी : सांस्कृतिक
9 तख़्लीक़ी इज़हार : रचनात्मक अभिव्यक्ति
10 हम आहंग : मिला दिया
11 मुतास्सिर : प्रभावित
12 नज़रियए जमाल : सौन्दर्य - दृष्टिकोण
13 इन्सानी ताल्लुक़ात : मानवीय सम्बन्धों
14 फ़ितरत : प्रकृति
15 जमालियात : सौन्दर्य शास्त्र
16 जज़्बात : भावनाओं
17 निशात : ख़ुशी
18 लबो लहजे : रंग-ढ़ंग

ایوارڈ عطا کیا گیا۔ انتقال سے چند ماہ پہلے 1982 میں ان کو مودی غالب انعام پیش کیا گیا۔

فراق گورکھپوری نے غزلیں بھی کہیں ہیں اور نظمیں بھی، لیکن بنیادی طور[2] پر وہ غزل کے شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری میں تغزل کی ایسی لطافت[3] اور دلکشی پائی جاتی ہے جو اس عہد[4] کے دوسرے شعرا[5] کے یہاں نہیں ملتی۔ ہندستانی لہجہ اردو شاعری میں پہلے بھی تھا، فراق کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے خدائے سخن میر تقی میر کی شعری روایت[6] کی بازیافت[7] کی، اور صدیوں کی تہذیبی[8] روح کو نیا تخلیقی اظہار[9] دیا، اور اسے آج کے انسان کے دل کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ[10] کردیا۔ ایک طرف وہ انگریزی کے رومانی شاعروں ورڈزورتھ، شیلی، کیٹس وغیرہ سے متاثر[11] تھے، تو دوسری طرف سنسکرت شاعری کی کلاسیکی روایت کا بھی ان کے نظریۂ جمال[12] پر گہرا اثر تھا۔ فراق گورکھپوری کے بنیادی موضوعات حسن و عشق، انسانی تعلقات[13] کی دھوپ چھاؤں، فطرت[14] اور جمالیات[15] ہیں۔ وہ جذبات[16] کی تھرتھراہٹوں، جسم و جمال کی لطافتوں اور نشاط[17] و درد کی ہلکی گہری کیفیتوں کے شاعر ہیں، اور اردو شاعری میں اپنے لب و لہجے[18] سے الگ پہچانے جاتے ہیں۔

1 हमआहंगी : एक आवाज़ में
2 चाश्नी : मिठास
3 इख़्तिलाफ़ों : विरोधों
4 बउनवाने दिगर : दूसरे शीर्षक से
5 सीरत : आचरण
6 इबारत : लेख
7 मानी : अर्थ
8 रफ़ीके ज़िन्दगी : ज़िन्दगी का साथी

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں

طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سنسان راتوں میں
تو ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں

ہم آہنگی[1] میں بھی اک چاشنی[2] ہے اختلافوں[3] کی
مری باتیں بعنوانِ دگر[4] وہ مان لیتے ہیں

جسے صورت بتاتے ہیں پتا دیتی ہے سیرت[5] کا
عبارت[6] دیکھ کر جس طرح معنی[7] جان لیتے ہیں

رفیقِ زندگی[8] تھی اب انیسِ وقتِ آخر ہے
ترا اے موت ہم یہ دوسرا احسان لیتے ہیں

فراق اکثر بدل کر بھیس ملتا ہے کوئی کافر
کبھی ہم جان لیتے ہیں کبھی پہچان لیتے ہیں

1 फ़िज़ा : वातावरण

2 काएनात : सृष्टि

3 अहले तरब : ख़ुशी वालों, गाने वालों

4 ग़मज़दगाने इश्क़ : इश्क़ के दुखियों को

۲

نرم فضا[1] کی کروٹیں دل کو دکھا کے رہ گئیں
ٹھنڈی ہوائیں بھی تری یاد دِلا کے رہ گئیں

شام بھی تھی دھواں دھواں حسن بھی تھا اداس اداس
دل کو کئی کہانیاں یاد سی آکے رہ گئیں

یاد کچھ آئیں اس طرح بھولی ہوئی کہانیاں
کھوئے ہوئے دِلوں میں آج درد اُٹھا کے رہ گئیں

پھر ہیں وہی اداسیاں پھر وہی سونی کائنات[2]
اہلِ طربؔ[3] کی محفلیں رنگ جما کے رہ گئیں

کون سکون دے سکا غمزدگانِ عشق[4] کو
بھیگتی راتیں بھی فراق آگ لگا کے رہ گئیں

1 तर्के मुहब्बत : प्रेम त्याग
2 यगानों : रिश्तेदारों, जानने वालों
3 बेगानों : अजनबियों
4 जलवागाह : प्रदर्शन स्थान
5 शिकवाए ज़ोर : जुल्म व ज़्यादती की शिकायत
6 क़ाइल : स्वीकार, शर्मिन्दा
7 रंजिश : अनबन, बिगाड़
8 ग़फ़लत : ऊँघ, लापरवाही
9 शकीबा : सब्र
10 मजमए अहबाब : दोस्तों की महफ़िल
11 सुख़न आरा : अच्छी बात करने वाला, शायरी कहने व पढ़ने वाला

سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں
لیکن اس ترکِ محبت[1] کا بھروسا بھی نہیں

دل کی گنتی نہ یگانوں[2] میں نہ بیگانوں[3] میں
لیکن اس جلوہ گہِ[4] ناز سے اٹھتا بھی نہیں

شکوۂ جور[5] کرے کیا کوئی اس شوخ سے جو
صاف قائل[6] بھی نہیں صاف مکرتا بھی نہیں

مہربانی کو محبت نہیں کہتے اے دوست
آہ اب مجھ سے تری رنجشِ[7] بیجا بھی نہیں

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

آج غفلت[8] بھی ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سوا
آج ہی خاطرِ بیمار شکیبا[9] بھی نہیں

آہ یہ مجمعِ احباب[10] یہ بزمِ خاموش
آج محفل میں فراقِ سخن آرا[11] بھی نہیں

1 रहगुज़र : रास्ता
2 आमाद-ए-सफ़र : सफ़र के लिए तैयार
3 काशिफ़ : रहस्य खोलने वाला
4 हयात व ममात : ज़िन्दगी व मौत
5 ग़रीब-उल-वतन : परदेसी, बेघर
6 कूचा : गली
7 महजूर : जुदा, छोड़ा हुआ
8 नेश्तर : ऑपरेशन का औज़ार
9 सितम : ज़ुल्म
10 इल्तिफ़ात : मेहरबानी करने वाला
11 पिनहां : छुपा हुआ
12 करम नुमा : मेहरबानी जैसा
13 जोर : ज़ुल्म
14 बेख़ुदी : बेहोशी, बेसुध

۴

کسی کا یوں تو ہوا کون عمر بھر پھر بھی
یہ حسن و عشق تو دھوکا ہے سب مگر پھر بھی

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگذر[1] پھر بھی

جھپک رہی ہیں زمان و مکاں کی بھی آنکھیں
مگر ہیں قافلے آمادۂ[2] سفر پھر بھی

کہیں یہی تو نہیں کاشفِ[3] حیات و ممات[4]
یہ حسن و عشق بظاہر ہیں بے خبر، پھر بھی

پلٹ رہے ہیں غریب الوطن[5]، پلٹنا تھا
وہ کوچۂ[6] روکشِ جنت ہو گھر ہے گھر پھر بھی

خراب ہو کے بھی سوچا کیے ترے مہجور[7]
یہی کہ تیری نظر ہے تری نظر پھر بھی

تری نگاہ سے بچنے میں عمر گزری ہے
اتر گیا رگِ جاں میں یہ نیشتر[8] پھر بھی

ستم[9] کے رنگ ہیں ہر التفات[10] پنہاں[11] میں
کرم نما[12] ہیں ترے جور[13] سر بسر پھر بھی

اگرچہ بے خودیِ[14] عشق کو زمانہ ہوا
فراق کرتی رہی کام وہ نظر پھر بھی

1 शुमार : गिनती
2 सफ़े अव्वल : प्रथम पंक्ति
3 तरक्क़ी पसन्द : प्रगतिशील
4 फ़रोग़ : विकास
5 हम:वक़्ती कारकुन : पूर्णकालिक कार्यकर्ता
6 कुल्लियात : कविता का समग्र संग्रह
7 रुक्न : सदस्य
8 शिरयानें : नसें
9 पस अज़ मर्ग : मृत्यु के बाद
10 सियासी : राजनीतिक
11 आला तरीन : उत्कृष्ट
12 रम्ज़ियत व इमाइयत : गोपनीयता एवं संकेत
13 लुत्फ़ व तासीर : आनन्द व प्रभाव
14 वालहानापन : मस्ती, जज़्बातियत
15 वारफ़्तगी : बेख़बरी

مخدوم

(1908-1969)

مخدوم محی الدین کا شمار[1] صفِ اوّل[2] کے ترقی پسند[3] شعرا میں ہوتا ہے۔ آزاد نظم کے فروغ[4] اور مقبولیت میں ان کا بھی خاص ہاتھ رہا ہے۔ وہ 3 رفروری 1908 کو میدک میں پیدا ہوئے۔ 1937 میں انھوں نے عثمانیہ یونیورسٹی سے ایم-اے کیا۔ 1939 میں گاندھی جی کے ستیہ گرہ پر اپنی نظم ''مسافر'' لکھی اور اسی سال سٹی کالج میں اردو کے استاد مقرر ہوئے، لیکن 1941 میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور کمیونسٹ پارٹی کے ہمہ وقتی کارکن[5] بن گئے۔ 1944 میں کلام کا پہلا مجموعہ ''سرخ سویرا'' شائع ہوا۔ دوسرا مجموعہ ''گلِ تر'' کے نام سے شائع ہوا۔ مخدوم کا کلیات[6] ''بساطِ رقص'' کے نام سے 1966 میں حیدرآباد سے شائع ہوا۔ کئی بار جیل گئے۔ 1956 میں آندھرا لیجیسلیٹو کونسل کے رکن[7] مقرر ہوئے۔ 25 راگست 1969 کو دہلی میں تھے کہ دماغ کی شریانیں[8] پھٹ جانے سے انتقال ہوا۔ ساہتیہ اکادمی کا ایوارڈ ''بساطِ رقص'' پر پس ازمرگ[9] دیا گیا۔

مخدوم بنیادی طور پر سیاسی[10] آدمی تھے۔ اُن کی سیاسی نظمیں جلسوں اور جلوسوں میں گائی جاتی تھیں۔ اس عہد کے بہت سے دوسرے شاعروں کی طرح اُن کی شاعری بھی انقلاب اور رومان کا خوبصورت سنگم پیش کرتی ہے۔ مخدوم نے کم لکھا، لیکن جتنا بھی لکھا اچھا لکھا۔ ان کے پہلو میں ایک سچے شاعر کا دل دھڑکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بعض نظمیں شاعری کے اعلیٰ ترین[11] تقاضوں کو پورا کرتی ہیں اور رمزیت وایمائیت[12]، دردمندی اور لطف و تاثیر[13] کے اعتبار سے بے مثل ہیں۔ ان نظموں میں تغزل، والہانہ پن[14] اور وارفتگی[15] کی ایسی کیفیت ہے کہ دل پر اثر ہوتا ہے۔

1 चश्मे नम : भीगी आँख

2 सदा : आवाज़

آپ کی یاد آتی رہی رات بھر
چشمِ نم[1] مسکراتی رہی رات بھر

رات بھر درد کی شمع جلتی رہی
غم کی لو تھرتھراتی رہی رات بھر

بانسری کی سریلی سہانی صدا[2]
یادیں بن بن کے آتی رہی رات بھر

یاد کے چاند دل میں اترتے رہے
چاندنی جگمگاتی رہی رات بھر

کوئی دیوانہ گلیوں میں پھرتا رہا
کوئی آواز آتی رہی رات بھر

1 हरदिल अज़ीज़ : लोकप्रिय
2 सई व काविश : कोशिश व प्रयत्न
3 दस्तगाह : प्रवीणता
4 अतालीक़ : उस्ताद, अदब सिखाने वाला
5 सफ़ीर : राजदूत
6 साज़िशों : षड़यन्त्रों
7 ज़द : चपेट
8 आला तालीम : उच्च शिक्षा
9 आग़ाज़ : आरम्भ
10 तक़सीम : विभाजन
11 सऊबतें : यातनाएं
12 लम्हात : लम्हा (क्षण) का बहुवचन

فیض احمد فیض

(1911-1984)

فیض احمد فیض اس عہد کے نہایت ممتاز اور ہردلعزیز[1] شاعر تھے۔ اُن کی پیدائش 13رفروری 1911 کو سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم چرچ مشن اسکول سیالکوٹ میں حاصل کی۔ اُن کے والد چودھری سلطان محمد خاں نے اپنی سعی و کاوش[2] سے عربی، فارسی اور انگریزی میں دستگاہ[3] حاصل کی، اور والیِ افغانستان کے شہزادوں کے اتالیق[4] مقرر ہوئے۔ کچھ مدت تک انگلستان میں افغانستان کے سفیر[5] بھی رہے۔ بعد میں سازشوں[6] کی زد[7] میں آگئے اور باقی زندگی بیرسٹر کی حیثیت سے سیالکوٹ میں بسر کی۔

فیض احمد فیض نے اعلیٰ تعلیم[8] لاہور میں حاصل کی۔ یہاں سے انگریزی میں ایم۔ اے کرنے کے بعد انھوں نے انگریزی لکچرر کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز[9] 1935 میں امرتسر کے ایک کالج سے کیا۔ بعد میں لاہور چلے گئے، جہاں وہ پڑھاتے بھی رہے اور ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کردیا۔ تقسیم[10] سے چھ مہینے پہلے فیض کو ''پاکستان ٹائمز'' کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا لیکن تین برس کے اندر اندر پاکستانی فوج کے چند افسروں کے ہمراہ انھیں راولپنڈی سازش کیس میں گرفتار کرلیا گیا اور چار برس تک وہ قید و بند کی صعوبتیں[11] برداشت کرتے رہے۔ اس دوران ایسے لمحات[12] بھی آئے جب انھیں پھانسی پر لٹکایا جاسکتا تھا۔ لیکن چار سال کے بعد انھیں رِہا کردیا گیا۔

1 आहंग : आवाज़, लहजा
2 इशाअत : प्रकाशन
3 शोहरत : प्रसिद्धि, ख्याति
4 बामे उरूज : शिखर
5 कुल्लियात : समग्र ग्रन्थावली
6 एज़ाज़ : सम्मान
7 रिवायात : रिवायत (परम्परा) का बहुवचन
8 इस्तफ़ादा : फ़ायदा उठाना, लाभ उठाना
9 फ़िक्र : सोच
10 हमआहंग : मिलाकर
11 बालीदह : परिपक्व
12 कुर्बान : त्याग, न्योगुवार
13 ग़ैर मामूली : असाधारण
14 तख़लीकी सलाहियत : सृजनात्मक क्षमता
15 आमेज़ : मिलाना
16 जमालियाती : सौन्दर्यता
17 मन्सूब : सम्बद्ध
18 तरक़्क़ी पसन्द तहरीक : प्रगतिशील आन्दोलन
19 ग़िनाई : गीतमय
20 मन्सब : पद, अवस्था, गरिमा, ओहदा
21 दिल आवेज़ी : मनभावन
22 तासीर : प्रभाव
23 असनाफ़ : सिन्फ़ (विधा) का बहुवचन

فیض کا پہلا مجموعہ ''نقشِ فریادی'' 1945 میں شائع ہو چکا تھا لیکن ان کی شاعری میں انقلابی آہنگ[1] قید کے زمانے میں پیدا ہوا اور ''دستِ صبا'' 1952 کی اشاعت[2] سے اُن کی شہرت[3] بامِ عروج[4] پر پہنچ گئی۔ ان کے کل سات مجموعے شائع ہوئے۔ باقی مجموعوں کے نام ہیں، ''زنداں نامہ''(1956)، ''دستِ تہِ سنگ'' (1964)، ''سرِ وادیِ سینا''(1971)، ''شامِ شہرِ یاراں'' (1974) اور ''مرے دل مرے مسافر'' (1982) ۔ اُن کا کلیات[5] ''حرف حرف'' کے نام سے ہندستان میں شائع ہوا تھا، بعد میں ''سارے سخن ہمارے'' کے نام سے لندن سے 1982 میں اور ''نسخہ ہائے وفا'' کے نام سے لاہور سے 1984 میں شائع ہوا۔ فیض کا انتقال 20 رنومبر 1984 کو لاہور میں ہوا۔

فیض کو سوویت یونین کا سب سے بڑا اعزاز[6] لینن امن انعام بھی دیا گیا۔
فیض احمد فیض کا یہ کمال ہے کہ انھوں نے غزل کی کلاسیکی روایات[7] سے پوری طرح استفادہ[8] کیا، اور اُسے انقلابی فکر[9] سے ہم آہنگ[10] کر کے ایک بالکل نئی کیفیت پیدا کی۔ اُن کا ذوقِ شعر بڑا رچا ہوا اور بالیدہ[11] تھا۔ انھوں نے انقلابیت کی خاطر تغزّل کو اور تغزّل کی خاطر انقلابیت کو کبھی قربان[12] نہیں کیا، بلکہ اپنی غیر معمولی[13] تخلیقی صلاحیت[14] سے انقلابی فکر اور عاشقانہ لہجے کو ایسا آمیز[15] کیا کہ اردو شاعری میں ایک نئی جمالیاتی[16] شان پیدا ہوگئی اور ایک نئے طرزِ بیان کی بنیاد پڑی جو انھیں سے منسوب[17] ہوگیا۔
فیض اردو شاعری کو ترقی پسند تحریک[18] کی سب سے بڑی دین تھے۔ وہ ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ اُن کا لہجہ غنائی[19] اور فکر انقلابی تھی۔ انھوں نے زندگی میں بڑی سے بڑی سختیاں جھیلیں لیکن ظلم وستم اور بے انصافی کے ساتھ کبھی سمجھوتا نہیں کیا اور شاعر کے منصب[20] کو بھی ہمیشہ نبھایا۔ اُن کی شاعری میں ایسی دردمندی، دلاویزی[21]، تاثیر[22] اور جمالیاتی رچاؤ ہے کہ اس کا دل پر فوراً اثر ہوتا ہے۔ وہ غزل اور نظم دونوں اصناف[23] میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

اردو شاعری : انتخاب

1 शबेग़म : दुख की रात

2 वीरां : सुनसान

3 मयकदह : मधुशाला, शराब ख़ाना

4 ख़ुम व सागर : शराब का मटका व प्याला

5 परवर दिगार : पालनहार, ख़ुदा

6 दिलफ़रेब : दिल को लुभाने वाला, दिल को धोखा देने वाला

7 वलवले : जोश व ख़रोश

8 नाकरदहकार : नहीं किया हुआ काम

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم[1] گزار کے

ویراں[2] ہے میکدہ[3]، خُم و ساغر[4] اُداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

اِک فرصتِ گناہ ملی، وہ بھی چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار[5] کے

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کردیا
تجھ سے بھی دلفریب[6] ہیں غم روزگار کے

بھولے سے مسکرا تو دیے تھے وہ آج فیض
مت پوچھ ولولے دلِ ناکردہ کار[8] کے

1 शबे इन्तिज़ार : इन्तिज़ार की रात
2 सहर : सुबह
3 बकार : काम से, काम में
4 हज़रते नासिह : उपदेश देने वाले महानुभाव, उपदेशक
5 गुफ़्तगू : बातचीत
6 शब : रात
7 कूएयार : यार की गली
8 नागवार : बुरी, नापसन्द, अप्रिय
9 ग़ारते गुलचीं : फूल तोड़ने वाले की तबाही
10 क़फ़स : क़ैद
11 सबा : पुर्वा हवा
12 बेक़रार : बेचैन

تم آئے ہو نہ شب انتظار[1] گزری ہے
تلاش میں ہے سحر[2] بار بار گزری ہے

جنوں میں، جتنی بھی گزری بکار[3] گزری ہے
اگرچہ دل پہ خرابی ہزار گزری ہے

ہوئی ہے حضرتِ ناصح[4] سے گفتگو[5] جس شب[6]
وہ شب ضرور سرِ کوئے یار[7] گزری ہے

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات اُن کو بہت ناگوار[8] گزری ہے

نہ گل کھلے ہیں نہ اُن سے ملے، نہ مے پی ہے
عجیب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے

چمن پہ غارتِ گلچیں[9] سے جانے کیا گزری
قفس[10] سے آج صبا[11] بے قرار[12] گزری ہے

اردو شاعری : انتخاب

1	शामे फ़िराक़ : जुदाई की शाम
2	बज़्मे ख़्याल : ख़याल की महफ़िल
3	हिज्र : जुदाई
4	आख़िरे शब के हम सफ़र : आख़िरी रात के साथी, रात के आख़िरी हिस्से के साथी
5	सबा : पुर्वा हवा

شامِ فراق[1]، اب نہ پوچھ، آئی اور آکے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا، جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی

بزمِ خیال[2] میں ترے حسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا، ہجر[3] کی رات ڈھل گئی

جب تجھے یاد کرلیا، صبح مہک مہک اُٹھی
جب ترا غم جگا لیا، رات مچل مچل گئی

دل سے تو ہر معاملہ کرکے چلے تھے صاف ہم
کہنے میں اُن کے سامنے بات بدل بدل گئی

آخرِ شب کے ہم سفر[4] فیض نہ جانے کیا ہوئے
رہ گئی کس جگہ صبا[5]، صبح کدھر نکل گئی

1 जदीद : आधुनिक

2 मुतास्सिर : प्रभावित

3 तक़सीमे हिन्द : भारत का विभाजन

4 सकूनत : निवास

5 मुदीर : सम्पादक

6 अहबाब का हलक़ा : मित्र मण्डली

7 वसीअ : फैला हुआ

8 शबाब : जोबन, शिखर

9 इन्तक़ाल : मृत्यु, देहान्त

10 मजमूए : कविता संग्रह

11 तस्लीम : स्वीकार

12 बराहे रास्त : सीधे

13 मुतास्सिर : प्रभावित

14 मुमताज़ : प्रसिद्ध, विशिष्ठ

15 लफ़्ज़ियात : शब्दावली

16 मौजूदा अह्द : वर्तमान समय, युग

17 कर्ब : दुख

18 क़ुदरत : योग्यता, क्षमता

19 दाख़लियत : आन्तरिक

20 दरूँ बीनी : आन्तरिक स्थिति

21 यास अंगेज़ : उदासी एवं निराशा मिश्रित

ناصر کاظمی

(1925-1972)

آزادی کے بعد ناصر کاظمی نے جدید غزل کو سب سے زیادہ متاثر[2] کیا۔ ان کی پیدائش انبالہ (سابق مشرقی پنجاب) میں 1925 میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ لاہور چلے گئے جہاں تقسیمِ[3] ہند کے بعد انھوں نے مستقل سکونت[4] اختیار کرلی۔ لاہور کی ادبی فضاؤں میں ناصر کاظمی کی شاعری خوب چمکی۔ کچھ مدت تک وہ ''اوراقِ نو'' اور ''ہمایوں'' کے مدیر[5] بھی رہے۔ اُن کے احباب کا حلقہ[6] بہت وسیع[7] تھا۔ 1972 میں 47 برس کی عمر میں جب اُن کی شاعری شباب[8] پر تھی، اُن کا انتقال[9] ہوگیا۔ اُن کی غزلوں کے مشہور مجموعے[10] ''برگِ نَے'' 1954 اور ''دیوان'' 1957 ہیں۔ تیسرا مجموعہ ''پہلی بارش'' انتقال کے بعد 1975 میں شائع ہوا۔

ناصر کاظمی جدید غزل کے نمائندہ شاعر تسلیم[11] کیے جاتے ہیں۔ میر تقی میر کی غزل سے وہ براہِ راست[12] بھی متاثر[13] ہوئے اور انھوں نے یہ اثر فراق گورکھ پوری کے واسطے سے بھی قبول کیا۔ اُن کی غزل اپنے دھیمے لہجے، دبے دبے درد اور جدید احساس کی وجہ سے ممتاز[14] ہے۔ وہ اکثر ایسے الفاظ بھی استعمال کرتے تھے جو غزلیہ شاعری کی کلاسیکی لفظیات[15] سے میل نہیں کھاتے، لیکن موجودہ عہد[16] کے کرب[17] کو بیان کرنے کی قدرت[18] رکھتے ہیں اور اسی لیے ان میں بے حد تازگی ہے۔ انھوں نے اردو غزلوں کی داخلیت[19] اور دروں بینی[20] کو بیسویں صدی کے یاس انگیز[21] احساس کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ناصر کاظمی کی غزلوں میں ایک خاص طرح کی اُداسی کی فضا ملتی

1 सदा : आवाज़

2 इस्रार : रहस्य, भेद, राज़

3 कैफ़ियत : स्थिति

4 रंगे तग़ज़्ज़ुल : ग़ज़ल कहने का कलात्मक ढंग

ہے۔ رات کے اندھیرے میں دور کوئی ستارا چمکتا ہے، سنّاٹے گونجتے ہیں، پتّیوں پر اوس کی بوندیں لرزتی ہیں اور دھندلی دھندلی روشنی میں، کہرے میں ڈوبی شہر کی سڑکیں کسی کو صدا[1] دیتی ہیں۔ ناصر کاظمی کا شہرِ غزل ایک ایسی دنیا کی خبر دیتا ہے جو جانی بوجھی بھی ہے اور انجانی بھی۔ دھندلے دھندلے اسرار[2] کی یہی کیفیت[3] ناصر کاظمی کے رنگِ تغزّل[4] کی جان ہے۔

1 शब : रात

2 सुराग़ : खोज, पता

3 फ़स्ले गुल : फूल की फ़सल, फूलों का मौसम, बहार का मौसम

4 रूदाद : वृतान्त

5 अश्क : आंसू

یہ شب[1] یہ خیال و خواب تیرے
کیا پھول کھلے ہیں منہ اندھیرے

شعلے میں ہے ایک رنگ تیرا
باقی ہیں تمام رنگ میرے

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے

دیتے ہیں سراغ[2] فصلِ گل[3] کا
شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

منزل نہ ملی تو قافلوں نے
رستے میں جما لیے ہیں ڈیرے

جنگل میں ہوئی ہے شام ہم کو
بستی سے چلے تھے منہ اندھیرے

روداد[4] سفر نہ چھیڑ ناصر
پھر اشک[5] نہ تھم سکیں گے میرے

1 रागी : गायक

2 फ़नकार : कलाकार

3 मस्रूफ़ : व्यस्त

گلی گلی آباد تھی جن سے کہاں گئے وہ لوگ
دِلّی اب کے ایسی اُجڑی گھر گھر پھیلا سوگ

سارا سارا دن گلیوں میں پھرتے ہیں بیکار
راتوں اُٹھ اُٹھ کر روتے ہیں اس نگری کے لوگ

سہمے سہمے سے بیٹھے ہیں راگی[1] اور فن کار[2]
بھور بھئے اب ان گلیوں میں کون سنائے جوگ

جب تک ہم مصروف[3] رہے یہ دنیا تھی سنسان
دن ڈھلتے ہی دھیان میں آئے کیسے کیسے لوگ

ناصر ہم کو رات ملا تھا تنہا اور اُداس
وہی پرانی باتیں اس کی وہی پرانا راگ

1 वहशत : डर

2 शानों : कन्धों

3 फ़िक्रो अमल : सोच व कर्म

گلی گلی مری یاد بچھی ہے پیارے رستا دیکھ کے چل
مجھ سے اتنی وحشت[1] ہے تو میری حدوں سے دور نکل

ایک سمے ترا پھول سا نازک ہاتھ تھا میرے شانوں[2] پر
ایک یہ وقت کہ میں تنہا اور دکھ کے کانٹوں کا جنگل

یاد ہے اب تک تجھ سے بچھڑنے کی وہ اندھیری شام مجھے
تو خاموش کھڑا تھا لیکن باتیں کرتا تھا کاجل

میں تو ایک نئی دنیا کی دھن میں بھٹکتا پھرتا ہوں
میری تجھ سے کیسے نبھے گی ایک ہیں تیرے فکروعمل[3]

میرا منہ کیا دیکھ رہا ہے دیکھ اس کالی رات کو دیکھ
میں وہی ہمراہی ہوں تیرا ساتھ مرے چلنا ہو تو چل

1 शरीके सुख़न : बातचीत में शरीक

2 जज़ीरों : द्वीपों

3 बेचिराग़ : अंधेरी

۴

دل میں اک لہر سی اُٹھی ہے ابھی
کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی

شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی

بھری دنیا میں جی نہیں لگتا
جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی

تو شریکِ سخن[1] نہیں ہے تو کیا
ہم سخن تیری خامشی ہے ابھی

یاد کے بے نشاں جزیروں[2] سے
تیری آواز آ رہی ہے ابھی

شہر کی بے چراغ[3] گلیوں میں
زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی

سو گئے لوگ اس حویلی کے
ایک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی

تم تو یارو ابھی سے اُٹھ بیٹھے
شہر میں رات جاگتی ہے ابھی

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

اردو شاعری : انتخاب

1 जदीदियत : आधुनिकता

2 नक़्क़ाद : आलोचक

3 इम्तियाज़ : विशेष योग्यता

4 तालिब इल्म : छात्र

5 मज़ामीन : मज़्मून (लेख) का बहुवचन

6 शाए : प्रकाशित

7 शोबए उर्दू : उर्दू विभाग

8 वाबस्ता : संबद्ध

9 तरक़्क़ी पसन्द तहरीक : प्रगतिशील आन्दोलन

10 मक़ाला : शोध-पत्र

11 मुरत्तब : सम्पादित

12 तन्क़ीदी : आलोचनात्मक

13 मूज़ी : जानलेवा

14 सफ़रे आख़िरत : अन्तिम यात्रा

15 मुख़्तलिफ़ुन्नौअ : बहुमुखी

16 जदीद अदब : आधुनिक साहित्य

17 नयी सम्त : नयी दिशा

خلیل الرحمٰن اعظمی

(1927-1978)

آزادی کے بعد جدیدیت[1] کے نام سے جو نیا ادبی رجحان سامنے آیا، خلیل الرحمٰن اعظمی اس کے نمائندہ شاعر اور نقاد[2] تھے۔ 9/اگست 1927 کو سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے امتیاز[3] کے ساتھ ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا۔ ابھی بی-اے کے طالبِ علم[4] تھے کہ انھوں نے آتش پر وہ مضامین[5] لکھے جن کی داد دیتے ہوئے نیاز فتح پوری نے انھیں ''نگار'' میں شائع[6] کیا اور جو بعد کو ''مقدمۂ کلامِ آتش'' کے نام سے کتابی صورت میں منظرِ عام پر آئے۔ ان مضامین سے خلیل الرحمٰن اعظمی کے اعلیٰ ادبی ذوق کی دھوم مچ گئی۔ 1953 میں وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اردو[7] سے وابستہ[8] ہوگئے اور یہیں انھوں نے اردو میں ترقی پسند تحریک[9] پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ[10] لکھا۔ بہادر شاہ ظفر کے کلام کا انتخاب ''نوائے ظفر'' کے نام سے مرتب[11] کیا۔ ان کے تنقیدی[12] مضامین کے تین مجموعے ''فکروفن'' ''زاویۂ نگاہ'' اور ''مضامینِ نو'' کے نام سے شائع ہوئے۔ کلام کے مجموعے ''کاغذی پیراہن'' اور ''نیا عہد نامہ'' نئی شاعری کے نمائندہ مجموعے سمجھے جاتے ہیں۔ عین جوانی میں وہ خون کے کینسر کے موذی مرض[13] میں گرفتار ہوگئے، اور اکیاون برس کی عمر میں یکم جون 1978 کو علی گڑھ میں سفرِ آخرت[14] اختیار کیا۔

اپنے مختلف النوع[15] کارناموں کی بدولت خلیل الرحمٰن اعظمی جدید ادب[16] میں یاد رکھے جائیں گے۔ اردو شاعری میں ایک نئی سمت[17] کی نشاندہی کرنے میں اور نئے

1 तजुर्बों : अनुभवों

2 फ़ज़ा हमवार : अनुकूल वातावरण

3 बाज़याफ़्त : पुर्न प्राप्ति

4 फ़िक्री तजस्सुस : सोच पूर्ण जिज्ञासा

5 करबे ज़ात : आत्म पीड़ा

6 ताज़गिए एहसास : एहसास की ताज़गी

تجربوں[1] کے لیے فضا ہموار[2] کرنے میں جن چند لوگوں کا ہاتھ ہے ان میں خلیل الرحمٰن اعظمی کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ آزادی کے بعد میر کی بازیافت[3] کا جو شعری رجحان پیدا ہوا تھا، اس میں نوجوانوں میں ناصر کاظمی اور خلیل الرحمٰن اعظمی پیش پیش تھے۔انھوں نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی، لیکن ان کی غزلیں اپنے دھیمے انداز، دردمندانہ لہجے، فکری تجسس[4]، کربِ ذات[5] اور تازگیِ احساس[6] کی بدولت زیادہ پسند کی گئیں۔ ایسی ہی ایک غزل یہاں درج ہے۔

1 कुरेद : उधेड़ना, खोदना

2 सोहबत : संग, साथ

3 गुलों : फूलों

4 ताबीरे जुनूं : जुनून के परिणाम

5 अह्द : ज़माना, काल

6 नाखुश : नाराज़

میں دیر سے دھوپ میں کھڑا ہوں
سایہ! سایہ! پکارتا ہوں

سونا ہوں، کرید[1] کر تو دیکھو
مٹی میں دبا ہوا پڑا ہوں

صحبت[2] میں گلوں[3] کی میں بھی رہ کر
کانٹوں کی زباں سمجھ گیا ہوں

تقدیرِ جنوں پہ چپ رہا میں
تعبیرِ جنوں[4] پہ رو رہا ہوں

ہر عہد[5] کے لوگ مجھ سے ناخوش[6]
ہر عہد میں خواب دیکھتا ہوں

1 वालिद : पिता

2 शग़फ़ : लगाव

3 अह्‌ले शेर व अदब : शेर व अदब के पारखी, विद्वानों

4 मन्ज़रेआम : प्रकाशित

5 रस्मुलख़त : लिपि

6 तसन्नो : बनावटीपन

مظہر اِمام

(1930-)

مظہر امام کے والد[1] کا نام سید امیر علی تھا۔ اُن کی پیدائش 5/مارچ 1930 ضلع دربھنگہ، بہار میں ہوئی۔ انھوں نے اردو زبان میں مگدھ یونیورسٹی سے ایم-اے کیا اس کے علاوہ فارسی زبان سے بھی شغف[2] رکھتے تھے۔ چنانچہ فارسی زبان میں بہار یونیورسٹی سے ایم-اے کی ڈگری حاصل کی۔ سری نگر میں دور درشن کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے مسند نشیں رہے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ زخمِ تمنا 1962 میں شائع ہوا جس کو اہلِ شعروادب[3] نے بہت سراہا۔

مظہر امام بہت زودگو واقع ہوئے ہیں۔ اُن کے اب تک کم و بیش چھ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ "رشتہ گونگے سفر کا" 1974 میں منظرِ عام[4] پر آیا۔ اس میں غزلیں اور نظمیں دونوں موجود ہیں۔ "بند ہوتا ہوا بازار" (کلیات نظم)، "پچھلے موسم کا پھول" (1987) میں شائع ہوا، اس میں انھوں نے ہندی رسم الخط[5] میں اپنی غزلیں پیش کی ہیں۔ ان کا تازہ ترین شعری مجموعہ "پالکی کہکشاں کی" ہے جو 2000 میں شائع ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انھوں نے نظمیں بھی لکھیں لیکن وہ اپنی غزل ہی کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ ان کی شاعری پر کلاسکی اثر نمایاں ہے۔ ان کے یہاں حسن و عشق کے مضامین پائے جاتے ہیں مگر ان میں بناوٹ اور تصنع[6] نظر نہیں آتا، بلکہ یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہیں۔ انھوں نے جذبات نگاری سے زیادہ کام لیا

1 दौरे हाजिर : वर्तमान समय, मौजूदह दौर

2 मौज़ूआत · विषयों

3 तन्ज़ : व्यंग्य

4 तक़्वियत : ताक़त, पुख़्तगी, परिपक्वता

5 तन्क़ीदी : आलोचनात्मक

ہے۔ مظہر امام نے دورِ حاضر کے بہت سے موضوعات[2] کو اپنی غزل میں پیش کیا ہے۔ اُن کی شاعری میں درد بھی ہے اور ہلکا سا طنز بھی چھپا[3] ہوا محسوس ہوتا ہے جو اُن کی شاعری کو اور زیادہ تقویت[4] بخشتا ہے۔

مظہر امام نے کچھ تنقیدی[5] مضامین بھی جیسے "آتی جاتی لہریں" (1979) "ایک لہر آتی ہوئی" بھی لکھے ہیں۔ یوپی اردو اکادمی اور بہار اردو اکادمی کی جانب سے ان کو اعزازات سے نوازا گیا ہے۔

1 कुसूर : दोष

2 गुरूर : घमंड

3 हमनवाई : साथी, समविचार

4 सुरूर : नशा

5 यौमे नुशूर : मुर्दे का क़यामत के दिन उठने का दिन

میں جانتا ہوں وہ نزدیک و دُور میرا تھا
بچھڑ گیا جو میں اُس سے، قصور[1] میرا تھا

جو پاؤں آئے تھے گھر تک مرے، وہ اُس کے تھے
وہ دل بڑھا تھا جو اُس کے حضور، میرا تھا

بڑا غرور[2] تھا دونوں کو ہم نوائی[3] پر
نگاہ اُس کی تھی، لیکن سرور[4] میرا تھا

وہ آنکھ میری تھی، جو اُس کے سامنے نم تھی
خموش وہ تھا کہ یومِ نشور[5] میرا تھا

کہا یہ سب نے کہ جو وار تھے، اُسی پر تھے
مگر یہ کیا، کہ بدن چُور چُور میرا تھا

1 ख़ानवादे : परिवार

2 तबअ आज़माई : रचना करना, कलात्मक, जौहर दिखाना

3 मक़बूलियत : प्रसिद्धि

4 शख़्सियत : व्यक्तित्व

5 आईनादार : दर्पण, वास्तविक रुपक

6 तशबीहात : तशबीह (उपमाओं) का बहुवचन

7 इस्तआरात : इस्तआरात (रुपकों) का बहुवचन

8 महारत : प्रवीणता

9 तवील : लम्बी

10 इस्तिफ़ादा : लाभ

11 मजमूई तौर पर : कुल मिलाकर

12 क़दीम व जदीद : पुराना व नया

13 हसीन इम्तिज़ाज : ख़ूबसूरत समिश्रण

مخمور سعیدی

(1938-)

مخمور سعیدی کا اصلی نام سلطان محمد خاں ہے۔ ان کی پیدائش 31ردسمبر 1938 کو راجستھان کے شہر ٹونک میں ہوئی۔ وہ پٹھان خانوادے[1] سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے اردو زبان سے فرسٹ کلاس میں ایم-اے کیا۔ شعرو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ اسی شوق کو انھوں نے پروان چڑھایا اور اب تک ان کے 9 شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ مخمور صاحب نے ویسے تو تقریباً ہر شعری صنف میں طبع آزمائی[2] کی ہے لیکن ان کا خاص میدان غزل ہے۔

غزل نے ہی ان کو بہت مقبولیت[3] دی اور آج ہر خاص و عام ان کو جانتا ہے، پہچانتا ہے۔ ان کی غزل ان کی شخصیت[4] کی آئینہ[5] دار ہے۔ زیادہ تر حسن و عشق کے مضامین کو انھوں نے اپنی شاعری میں ایک نئے انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، خوبصورت تشبیہات[6] و استعارات[7] کا استعمال کرنے میں ان کو مہارت[8] حاصل ہے۔ ان کی غزلیں زیادہ تر طویل[9] ہوتی ہیں اور کہیں کہیں مسلسل نظم کی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔ ان کے مشہور شعری مجموعے 'سیہ بر سفید'، ' آواز کا جسم'، 'سب رنگ'، ' آتے جاتے لمحوں کی صدا'، 'دیوار و در کے درمیاں'، 'عمر گذشتہ کا حساب' وغیرہ ہیں۔ انھوں نے کچھ اچھی نظمیں بھی لکھی ہیں جو حقیقت سے قریب ہیں اور عام انسان کی زندگی کو اُجاگر کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کی شاعری پر کلاسکی شعراء کا بھی اثر ہے اور جدید میلانات سے بھی انھوں نے استفادہ[10] کیا ہے۔ مجموعی طور[11] پر ان کی شاعری میں قدیم و جدید[12] کا ایک حسین امتزاج[13] ملتا ہے

اردو شاعری : انتخاب

1 दरमियां : बीच

2 साअत : क्षण

3 संग व सर : पत्थर व सिर

4 मंज़र : दृश्य

5 इख़्तिलाफ़ाते नज़र : नज़र का विरोध, दृष्टि के विरोधाभास

6 सहरा : रेगिस्तान, जंगल

کتنی دیواریں اٹھی ہیں ایک گھر کے درمیاں[1]
گھر کہیں گم ہوگیا دیوار و در کے درمیاں

ایک ساعت[2] تھی کہ صدیوں تک سفر کرتی رہی
کچھ زمانے تھے کہ گزرے لمحہ بھر کے درمیاں

وار وہ کرتے رہیں گے، زخم ہم کھاتے رہیں
ہے یہی رشتہ پرانا سنگ و سر[3] کے درمیاں

کیا کہے، ہر دیکھنے والے کو آخر چپ لگی
گم تھا منظر[4] اختلافاتِ نظر[5] کے درمیاں

بستیاں مخمور یوں اُجڑیں کہ صحرا[6] ہو گئیں
فاصلے بڑھنے لگے جب گھر سے گھر کے درمیاں

نظمیں

1 लुग़वी मानी : शब्दकोशीय

2 इन्तेज़ाम : प्रबन्ध

3 तरतीब : क्रम

4 आराइश : सजाना, साहित्यिक

5 अदबी इस्तलाह : शब्दावली

6 मफ़ाहीम : मफ़हूम (अर्थ) का बहुवचन

7 वसीअ : विस्तृत, वृहद्

8 नस्र : गद्य

9 मद्देमुक़ाबिल : समानार्थी

10 मुराद : तात्पर्य

11 अस्नाफ़ : सिन्फ़ (विधा) का बहुवचन

12 असालीब : उस्लूब (शैली) का बहुवचन

13 हैयत : बनावट, ढ़ाँचा, प्रारूप

14 महदूद : सीमित

15 तसलसुले कलाम : कलाम का क्रम, वर्णन का क्रम

16 इज़्हारे ख़्याल : विचार व्यक्त

17 मौज़ूआत : मौज़ूअ (विषय) का बहुवचन

18 तहत : अधीन, अन्तर्गत

19 मरबूत व मुन्सलिक : क्रमबद्ध

20 मरकज़ी ख़्याल : केन्द्रीय विचार

21 इर्तिक़ा : विकास

22 ख़ुसूसियत : विशेषता

23 तवील : लम्बी

24 मुख़्तसर : संक्षिप्त

25 बेश्तर : अधिकतर

26 तास्सुर : प्रभाव

27 मुतअय्यन : निर्धारित

نظم

نظم کے لغوی معنی[1] ''لڑی میں موتی پرونا'' ہیں۔ نظم کے دوسرے معنی ''انتظام[2]، ترتیب[3] یا آرائش[4] بھی ہیں۔ اردو میں ایک ادبی اصطلاح[5] کے طور پر نظم کا لفظ دو مفاہیم[6] میں استعمال ہوتا ہے۔ عام اور وسیع[7] مفہوم[8] میں یہ لفظ نثر کے مدِ مقابل[9] کے طور پر بولا جاتا ہے اور اس سے مراد[10] پوری شاعری ہوتی ہے، اور اس میں وہ تمام اصناف[11] اور اسالیب[12] شامل ہوتے ہیں جو ہیئت[13] کے اعتبار سے نثر نہیں ہیں۔ مخصوص و محدود[14] مفہوم میں نظم شاعری کی اس صنف کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص موضوع پر تسلسلِ کلام[15] کے ساتھ اظہارِ خیال[16] کیا جاتا ہے۔ نظم میں ایک سے زیادہ موضوعات[17] بھی ہوسکتے ہیں، لیکن یہ سب ایک بنیادی موضوع کے تحت[18] یا اس سے مربوط و منسلک[19] ہوتے ہیں۔ نظم کا ایک مرکزی خیال[20] ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بُنا ہوتا ہے۔ ارتقا[21] Movement بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت[22] ہے۔ طویل[23] نظموں میں یہ ارتقا واضح ہوتا ہے۔ مختصر[24] نظموں میں ارتقا واضح نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر[25] ایک تاثر[26] کی شکل میں اُبھرتا ہے۔

نظم کی اِن خصوصیات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو میں غزل کے علاوہ جتنی بھی اصنافِ شاعری ہیں وہ سب نظم میں داخل ہیں، لیکن اپنی چند الگ الگ خصوصیات کی بِنا پر کچھ اصناف جیسے قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ وغیرہ کے نام متعین[27] ہوگئے ہیں۔ اس لیے ان اصناف کو نظم نہ کہہ کر اِنھیں ناموں سے یاد کیا جاتا

1 जदीद तसव्वुर : आधुनिक कल्पना

2 मुश्तमिल : आधारित

3 साख्त : संरचना

4 मुरव्वजा : प्रचलित

5 हैयतों . हैयत का बहुवचन

6 मिस्रों : मिस्रा (कविता पंक्ति) का बहुवचन

7 क़वाफ़ी : क़ाफ़िया का बहुवचन

8 मुताबिक़ : अनुसार

9 इल्तेज़ाम : लवाज़मात, अनिवार्यता

10 नज़्मे मुअर्रा : ऐसी नज़्म जिसके तमाम मिस्रे बराबर के हों मगर उनमें क़ाफ़िया न हो

ہے۔ دراصل ایک صنفِ سخن کے اعتبار سے نظم کی اصطلاح ایک جدید تصور[1] ہے اور جن معنوں میں ہم آج اس اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں، اس کا تصور پہلے زمانے میں نہیں تھا۔ اسی لیے اکثر نظم کے لیے نظمِ جدید کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ دوسری زبانوں کے ادب سے لی گئی کچھ اصناف جیسے گیت، دوہا، سانٹ وغیرہ کو بھی انھیں ناموں سے پکارا جاتا ہے، حالانکہ بنیادی طور پر یہ سب نظم ہی ہیں۔

نظم کے لیے نہ تو ہیت کی کوئی قید ہے اور نہ موضوعات کی۔ چنانچہ اردو میں غزل اور مثنوی کی ہیت میں بھی، مختلف قسم کے بندوں پر مشتمل[2] نظمیں بھی، اور آزاد معرا نظمیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی موضوع نظم کا موضوع ہوسکتا ہے۔

ہیت کے اعتبار سے موٹے طور پر نظم کی تین قسمیں ہوسکتی ہیں:

1۔ پابند نظم:

''ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، پابند نظم کہلاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی جن کے بندوں کی ساخت[3] مروّجہ[4] ہیئتوں[5] سے مختلف ہو یا جن کے مصرعوں[6] میں قوافی[7] کی ترتیب مروّجہ اصولوں کے مطابق[8] نہ ہو لیکن ان کے تمام مصرعے برابر ہوں اور اُن میں قوافی کا کوئی نہ کوئی التزام[9] ضرور پایا جائے پابند نظمیں کہلاتی ہیں۔ مثلاً مُربّع، مخمس، مُسدّس، ترکیب بند، ترجیع بند، گیت، دوہا وغیرہ۔''

2۔ نظمِ[10] مُعرّا

''ایسی نظم جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر اُن میں قافیہ نہ ہو، نظمِ معرّا کہلاتی ہے۔ شروع میں اسے نظمِ غیر مُقفّیٰ یا بے قافیہ نظم کہا جاتا تھا،

1 नज़्मे आरी : नज़्मे मुअर्रा को नज़्मे आरी भी कहते हैं

2 मुरव्वजा : प्रचलित

3 उसूलों : सिद्धान्तों

کچھ لوگوں نے اسے نظمِ[1] عاری بھی کہا ہے۔ آج کل اِسے نظمِ معرّا ہی کہا جاتا ہے۔"

3۔آزاد نظم :

"ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ بحر کے استعمال میں مروّجہ[2] اصولوں[3] کی پابندی کی گئی ہو، یعنی جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں، آزاد نظم کہلاتی ہے۔ آزاد نظم میں وزن ہوتا ہے، قافیہ ضروری نہیں۔"

1 फ़रियाद : विनती, याचना
2 शबनम : ओस
3 आशियाना : घोंसला
4 सदाएं : सदा (आवाज़) का बहुवचन
5 कफ़स : क़ैद, पिंजरा
6 ईलाही : ईश्वर

اقبال

پرندے کی فریاد[1]

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا

آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا اپنی خوشی سے جانا

لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم
شبنم[2] کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا

وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ[3]

آتی نہیں صدائیں[4] اُس کی مرے قفس[5] میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں

آئی بہار، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اِس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

اس قید کا الٰہی[6] دُکھڑا کسے سناؤں؟
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں

1 हर नक्शे मासिवा : इसके अलावा तमाम चिन्ह्

2 मन्जरे जमाल : सौन्दर्य का दृश्य

3 वाक़या : घटना

4 शै : वस्तु, चीज़

5 वीरानए हयात : ज़िन्दगी की वीरानी, ज़िन्दगी का सूनापन

6 गोशा : कोना

7 आतिश ज़ब्ते फ़िराक़ : जुदाई की आग के ज़ब्त से

8 बेहर्फ़ . बिना अक्षर

9 बेहिकायत : बिना कहानी

10 नग़मा : गीत

11 बेक़रार : बेचैनी

جگر مراد آبادی

یاد

آئی جب اُن کی یاد تو آتی چلی گئی!
ہر نقشِ ماسوا[1] کو مٹاتی چلی گئی

ہر منظرِ جمال[2] دکھاتی چلی گئی
جیسے انھیں کو سامنے لاتی چلی گئی

ہر واقعہ[3] قریب تر آتا چلا گیا
ہر شے[4] حسین تر نظر آتی چلی گئی

ویرانۂ حیات[5] کے ایک ایک گوشے[6] میں
جوگن کوئی ستار بجاتی چلی گئی

دل پھُنک رہا تھا آتشِ ضبطِ فراق[7] سے
دیپک کو میگھار بناتی چلی گئی

بے حرف[8] و بے حکایت[9] و بے ساز و بے صدا
رگ رگ میں نغمہ[10] بن کے سماتی چلی گئی

جتنا ہی کچھ سکون سا آتا چلا گیا
اتنا ہی بے قرار[11] بناتی چلی گئی

1 कैफ़ियतों : मस्तियों
2 बेकैफ़ियों : बेसुध
3 तफ़रीक़ : अन्तर
4 क़ुर्ब व बूद : नज़दीकी व दूरी
5 तश्ना : प्यासा
6 बेजहत : दिशाहीन
7 फ़ज़ाए बसीत : फैला हुआ वातावरण
8 बेताबियां : बेचैनियां

کیفیتوں[1] کو ہوش سا آتا چلا گیا
بے کیفیوں[2] کو نیند سی آتی چلی گئی

کیا کیا نہ حسنِ یار سے شکوے تھے عشق کو
کیا کیا نہ شرمسار بناتی چلی گئی

تفریقِ[3] حسن و عشق کا جھگڑا نہیں رہا
تمیزِ قُرب و بُعد[4] مٹاتی چلی گئی

میں تشنہ[5] کامِ شوق تھا، پیتا چلا گیا
وہ مست انکھڑیوں سے پلاتی چلی گئی

اِک حسنِ بے جہت[6] کی فضائے بسیط[7] میں
اُڑتی گئی، مجھے بھی اُڑاتی چلی گئی

پھر میں ہوں اور عشق کی بے تابیاں[8] جگر
لپٹا ہوا، وہ نیند کی ماتی چلی گئی

तश्नगी : प्यास

सरशार : मस्त

मुन्तज़िर : इन्तज़ार में, प्रतिक्षित

मर्दो ज़न : मर्द व औरत

दीवारे ग़म : दुख की दीवार

ख़ारज़ारे अलम : दुख की कॉटेदार झाड़ियाँ

शहरगों : प्रधान शिरा

जूए ख़ूँ : खून की नहर

इमामाने सद मक्रो फ़न : सैकड़ों मक्कारों व कलाबाज़ों के अगुवा, इमामान-
इमाम (अगुवा) का बहुवचन

अफ़ई : ज़हरीला सांप

مخدوم

چاند تاروں کا بن

موم کی طرح جلتے رہے ہم شہیدوں کے تن
رات بھر جھلملاتی رہی شمعِ صبحِ وطن
رات بھر جگمگاتا رہا چاند تاروں کا بن
تشنگی[1] تھی مگر
تشنگی میں بھی سرشار[2] تھے
پیاسی آنکھوں کے خالی کٹورے لیے
منتظر[3] مرد و زن[4]
مستیاں ختم، مدہوشیاں ختم تھیں، ختم تھا بانکپن
رات کے جگمگاتے دہکتے بدن
صبح دم ایک دیوارِ غم[5] بن گئے
خارزارِ الم[6] بن گئے
رات کی شہ رگوں[7] کا اُچھلتا لہو
جوئے[8] خوں بن گیا

کچھ اِمامانِ صد مکر و فن[9]
اُن کی سانسوں میں افعی[10] کی پھنکار تھی

1 कमींगाह : घात की जगह
2 नोके ज़बां : ज़बान की नोंक
3 ख़ूने नूरे सहर : सुबह की रोशनी का ख़ून
4 सुए मंज़िल : मंज़िल की तरफ़
5 दार : फांसी, घर, मुहल्ला, सराय
6 कुए दिलदार : प्रिय की गली
7 दोश : कन्धा
8 सलीबें : सूली (फाँसी) का बहुवचन, ईसाइयों का धर्म चिन्ह (क्रॉस)

ان کے سینے میں نفرت کا کالا دھواں
اک کمیں گاہ[1] سے
پھینک کر اپنی نوکِ زباں[2]
خونِ نورِ سحر[3] پی گئے
رات کی تلچھٹیں ہیں اندھیرا بھی ہے
صبح کا کچھ اُجالا، اُجالا بھی ہے
ہمدمو!
ہاتھ میں ہاتھ دو
سوئے منزل[4] چلو
منزلیں پیار کی
منزلیں دار[5] کی
کوئے دلدار[6] کی منزلیں
دوش[7] پر اپنی اپنی صلیبیں[8] اُٹھائے چلو

1 दिलेज़ार : परेशान दिल
2 राहरौ : राही, रास्ता चलने वाला
3 गुबार : गर्द, धूल
4 ऐवानों : महल, दीवान
5 ख़्वाबीदा : स्वपनिल, सोया हुआ
6 ख़ाक : मिट्टी
7 अयाग़ : प्याला
8 मुक़फ़्फ़ल : बन्द, ताला लगाना

فیض احمد فیض

تنہائی

پھر کوئی آیا دل زار[1]! نہیں، کوئی نہیں
راہرو[2] ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا

ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار[3]
لڑکھڑانے لگے ایوانوں[4] میں خوابیدہ[5] چراغ

سوگئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگذار
اجنبی خاک[6] نے دھندلا دیے قدموں کے سُراغ

گل کرو شمعیں، بڑھادو مے و مینا و ایاغ[7]
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفّل[8] کرلو

اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا!!

1 शजर : पेड़

2 हल्क़ाए बाम : आसमान का घेरा

3 बाम : छत, आसमान

4 महताब : चाँद

5 बन्दे क़बा : अचकन का बन्द, बटन

6 हबाब : पानी का बुलबुला

7 ख़ुन्क : हल्का ठंडा

فیض احمد فیض

ایک منظر

رہگذر، سایے، شجر[1]، منزل ودر، حلقۂ بام[2]
بام[3] پر سینۂ مہتاب[4] کھلا آہستہ
جس طرح کھولے کوئی بندِ قبا[5] آہستہ
حلقۂ بام تلے سایوں کا ٹھہرا ہوا نیل
نیل کی جھیل،
جھیل میں چپکے سے تیرا کسی پتّے کا حباب[6]
ایک پل تیرا، چلا، پھوٹ گیا آہستہ
بہت آہستہ، بہت ہلکا، خنک[7]، رنگِ شراب
میرے شیشے میں ڈھلا آہستہ
آپ ہی آپ بنا اور رمٹا آہستہ

دل نے دہرایا کوئی حرفِ وفا آہستہ
تم نے کہا "آہستہ"
چاند نے جھک کے کہا
"............ اور ذرا آہستہ"

1 सफ़ेअव्वल : प्रथम पंक्ति
2 ताल्लुक़ : सम्बन्ध
3 तरक्क़ी पसन्द तहरीक : प्रगतिशील आन्दोलन
4 तआवुन : सहयोग
5 मुस्तक़िल तौर पर : स्थायी रूप से
6 तवील : लम्बी
7 ज़ज़्बात : भावनाएँ
8 क़ौमी व बैनुलअक़वामी : राष्ट्रीय व अन्तर्राष्ट्रीय
9 शऊर : चेतना, समझ
10 तआरूफ़ी मुक़दमों : परिचायात्मक भूमिकाओं
11 इदारत : संपादन
12 इफ़हाम व तफ़हीम : सूझ-बूझ, समझना और समझाना
13 इत्तेफ़ाक़ : समर्थन, सहमति

علی سردار جعفری

(1913-2001)

علی سردار جعفری ترقی پسند شعرا کی صفِ اوّل[1] سے تعلق[2] رکھتے ہیں۔ بلرام پور ضلع گونڈہ میں 1913 میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصے تک لکھنؤ میں رہے۔ تعلیم لکھنؤ، دہلی اور علی گڑھ میں پائی۔ شروع ہی سے ترقی پسند تحریک[3] میں شامل ہوگئے۔ لکھنؤ سے مجاز اور سبطِ حسن کے تعاون[4] سے ایک رسالہ ''نیا ادب'' نکالا۔ بعد میں بمبئی چلے گئے اور مستقل طَور[5] پر وہیں رہنے لگے۔

شروع میں انھوں نے کچھ طویل[6] نظمیں شائع کیں۔ ''نئی دنیا کو سلام'' طویل مثنوی ہے جس میں شہنشاہیت کے خاتمے کا اعلان ہے۔ ''خون کی لکیر''، ''ایشیا جاگ اُٹھا''، ''امن کا ستارہ''، ''پتھر کی دیوار''، ''میں بھی انسان دوستی کے جذبات[7] ہیں، اور قومی و بین الاقوامی[8] شعور[9] کا اظہار ہے۔ سردار جعفری نے ترقی پسند تحریک پر تنقیدی کتاب ''ترقی پسند ادب'' کے نام سے لکھی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے دیوانِ غالب، دیوانِ میر اور کبیر بانی کو بھی اپنے تعارفی مقدموں[10] کے ساتھ اردو اور دیوناگری میں شائع کیا ہے۔ رسالہ ''گفتگو'' بھی کئی برس تک ان کی ادارت[11] میں نکلتا رہا۔ ''ایک خواب اور''، ''پیراہنِ شرر'' اور ''لہو پکارتا ہے'' ان کے بعد کے شعری مجموعے ہیں۔

ترقی پسند ادب کی افہام و تفہیم[12] کے سلسلے میں سردار جعفری نے سب سے زیادہ لکھا ہے، کئی نئی بحثیں پیدا کی ہیں اور سوال اٹھائے ہیں جن سے اتفاق[13] بھی کیا

اردو شاعری : انتخاب

1. इख़्तिलाफ़ विरोध
2. नज़्म व नस्र : पद्य व गद्य
3. नुमायां ख़ुसूसियात : स्पष्ट विशेषताएं
4. क़ौमी शऊर : राष्ट्रीय चेतना
5. तवानाई : ज़ोर, ताक़त
6. अवामी हरकत व अमल : जनसाधारण की प्रक्रिया
7. पैकर तराशी : चित्रकारी

گیا ہے اور اختلاف[1] بھی۔ اُن کی ادبی خدمات نظم و نثر[2] دونوں میدانوں میں ہیں، لیکن بنیادی طور پر وہ شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری کی نمایاں خصوصیات[3] واضح سیاسی و قومی شعور[4]، زورِ بیان، قوت و توانائی[5]، اُمنگ اور حوصلہ اور عوامی حرکت و عمل[6] کی پیکر تراشی[7] ہیں۔

1 बर्गे ज़बां : पत्ती की ज़बान
2 नुत्क़ो सदा : बोलने की शक्ति व आवाज़
3 गर्दिश : गति
4 फ़िज़ा : वातावरण
5 कनी : छोटा टुकड़ा

علی سردار جعفری

میرا سفر

پھر اک دن ایسا آئے گا
آنکھوں کے دیے بجھ جائیں گے
ہاتھوں کے کنول کمھلائیں گے
اور برگِ زباں[1] سے نطق وصدا[2]
کی ہر تتلی اُڑ جائے گی
اک کالے سمندر کی تہ میں
کلیوں کی طرح سے کھِلتی ہوئی
پھولوں کی طرح سے ہنستی ہوئی
ساری شکلیں کھو جائیں گی
خوں کی گردش[3]، دل کی دھڑکن
سب راگنیاں سو جائیں گی
اور نیلی فضا[4] کی مخمل پر
ہنستی ہوئی ہیرے کی یہ کنی[5]

1 जन्नत : स्वर्ग

2 मुश्तेगुबार : मुठठी भर धूल

3 शबनम : ओस

یہ میری جنّت[1]، میری زمیں
اس کی صبحیں، اس کی شامیں
بے جانے ہوئے، بے سمجھے ہوئے
اک مشتِ غبارِ[2] انساں پر
شبنم[3] کی طرح رو جائیں گی
ہر چیز بھلا دی جائے گی
یادوں کے حسیں بُت خانے سے
ہر چیز اُٹھا دی جائے گی
پھر کوئی نہیں یہ پوچھے گا
سردار کہاں ہے محفل میں

1 मुमताज़ : प्रतिष्ठित, प्रसिद्ध, नुमायां, मश्हूर

2 नज़्म : कविता

3 इस्तहकाम : मजबूती

4 इर्तिक़ा : विकास

5 नुमायां किरदार : प्रमुख भूमिका

6 इब्तिदाई तालीम : आरम्भिक शिक्षा

7 मजमूए : कविता संग्रह

8 कुल्लियात : कविता का समग्र संग्रह, ग्रन्थावली

9 मुतअद्दिद : अनेक

10 सूबाई : प्रादेशिक

11 तजस्सुस : उत्सुकता

12 अन्दाज़े फ़िक्र : सोचने का अन्दाज़

13 तर्ज़े बयान : बयान करने का ढंग

14 मुख़्तलिफ़ : भिन्न

15 इन्फ़रादियत : व्यक्तिवादिता

16 कशमकश : दुविधा

17 नागुज़ीर : ज़रूरत, लाइलाज

18 तसादुम : टकराव

اختر الایمان

(1915-1996)

اختر الایمان اردو نظم کے ممتاز[1] شاعر ہیں۔ ن-م-راشد اور میراجی کے بعد جن شاعروں نے اردو نظم[2] کو بہ حیثیت ایک صنف کے استحکام[3] بخشا اور اُس کے ارتقا[4] میں نمایاں کردار[5] ادا کیا، اُن میں اختر الایمان کا نام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ قلعۂ نجیب آباد، ضلع بجنور میں 12/نومبر 1915 کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم[6] کے بعد کچھ مدت تک وہ دلّی کالج میں زیرِ تعلیم رہے، اور دہلی یونیورسٹی سے بی-اے کیا۔ شروع میں محکمۂ سول سپلائی میں کام کیا، کچھ مدت تک آل انڈیا ریڈیو میں رہے۔ اس کے بعد بمبئی چلے گئے جہاں وہ فلموں کے لیے لکھتے رہے۔ ان کی نظموں کے چھ مجموعے[7] شائع ہو چکے ہیں۔ گرداب (1943)، تاریک سیارہ (1946) آب جو (1959)، یادیں (1961)، بنتِ لمحات (1969) نیا آہنگ (1977) ایک منظوم تمثیل سب رنگ 1948 میں شائع ہوئی۔ ان کا کلیات "سروساماں[8]" کے نام سے 1984 میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ ان کے چوتھے مجموعے یادیں پر 1962 میں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ دیا گیا۔ متعدد[9] صوبائی[10] اکادمیوں سے بھی انھیں اعزازات اور انعامات پیش کیے گئے ہیں۔

اختر الایمان کی نظموں میں ایک فلسفیانہ تجسّس[11] کی کیفیت ملتی ہے۔ ان کا اندازِ فکر[12] اور طرزِ بیان[13] راشد اور میراجی دونوں سے مختلف[14] ہے۔ ان میں شدید انفرادیت[15] ہے اور نظم نگاری میں انھوں نے اپنی راہ سب سے الگ بنائی ہے۔ نیکی اور بدی کی کشمکش[16]، وقت کا ناگزیر[17] ہونا، خواب اور حقیقت کا تصادم اور انسانی رشتوں

1 नशीबो फराज़ : उतार चढ़ाव

2 बराहे रास्त : सीधे-सीधे

3 रमजिया अन्दाज : इशारती अन्दाज, इशारे इशारों में कहने का अन्दाज

4 अलामतें : अलामत (प्रतीकों) का बहुवचन

5 इस्तआरे : इस्तआरा (रूपक) का बहुवचन

6 अदबी पैराया : साहित्यिक ढंग

7 खुदकलामी : आत्म संवाद

8 मकालमे : संवाद

9 मुतास्सिर : प्रभावित

کی دھوپ چھاؤں اور نشیب[1] و فراز ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ وہ براہِ راست[2] انداز کے نہیں بلکہ رمزیہ[3] انداز کے شاعر ہیں۔ لیکن ان کی علامتیں[4] اور استعارے[5] پیچیدہ نہیں ہوتے۔ انھوں نے عام گفتگو کی زبان کو ادبی پیرایہ[6] دیا ہے اور اسے شعری اظہار کے لیے نہایت خوبی سے برتا ہے۔ ان کے یہاں خود کلامی[7] اور مکالمے[8] کی کیفیت ملتی ہے۔ اختر الایمان نے بہت سے نوجوان شعرا کو متاثر[9] کیا ہے اور اپنے عہد کی شاعری پر اثر ڈالا ہے۔

1 अहदे वफ़ा : वफ़ादारी का वादा, मोहब्बत का वादा

2 चश्मे नम : भीगी आँखें

3 आग़ोश : गोद

4 बोसीदा : फटा हुआ, गला सड़ा

عہدِ وفا[1]

یہی شاخ تم جس کے نیچے کسی کے لیے چشمِ نم[2] ہو، یہاں اب سے کچھ سال پہلے مجھے ایک چھوٹی سی بچی ملی تھی، جسے میں نے آغوش[3] میں لے کے پوچھا تھا بیٹی! یہاں کیوں کھڑی رو رہی ہو، مجھے اپنے بوسیدہ آنچل میں پھولوں کے گہنے دکھا کر وہ کہنے لگی: میرا ساتھی، اُدھر، اس نے انگلی اُٹھا کر بتایا، ادھر، اس طرف ہی جدھر اونچے محلوں کے گنبد، مِلوں کی سیہ چمنیاں آسماں کی طرف سر اٹھائے کھڑی ہیں، یہ کہہ کر گیا ہے کہ میں سونے چاندی کے گہنے ترے واسطے لینے جاتا ہوں رامی!!

1 शर्क : पूरब
2 नीम उरियाँ : अर्धनंगी
3 सहरदम : पौ फटे, प्रात: काल
4 तआकुब : पीछा करना
5 निहुफ़्त : छुपी हुई
6 बरह्ना पांव : नंगे पांव
7 यख़ बस्ता : सर्दी से बरफ़ की तरह जमा हुआ
8 ख़ानक़ाहों : ख़ानक़ाह (आश्रम) का बहुवचन
9 हमसिन : हमउम्र, समान आयु
10 दिलरफ़्ता : दिल खोये हुए
11 पेचां बगूला: बावंडर सा घुमावदार
12 चश्मे ख़ूं बस्ता : आंखों में ख़ून भरा हुआ

اخترالایمان

ایک لڑکا

دیارِ شرق[1] کی آبادیوں کے اونچے ٹیلوں پر
کبھی آموں کے باغوں میں، کبھی کھیتوں کی مینڈوں پر
کبھی جھیلوں کے پانی میں، کبھی بستی کی گلیوں میں
کبھی کچھ نیم عریاں[2] کمسنوں کی رنگ رلیوں میں

سحردم[3]، جھٹپٹے کے وقت، راتوں کے اندھیرے میں
کبھی میلوں میں، ناٹک ٹولیوں میں ان کے ڈیرے میں
تعاقب[4] میں کبھی گم تتلیوں کے، سونی راہوں میں
کبھی ننھے پرندوں کی نہفتہ[5] خواب گاہوں میں

برہنہ پانو[6]، جلتی ریت، یخ بستہ[7] ہواؤں میں
گریزاں بستیوں سے، مدرسوں سے، خانقاہوں[8] میں
کبھی ہم سن[9] حسینوں میں بہت خوش کام و دل رفتہ[10]
کبھی پیچاں بگولہ[11] سا، کبھی جیوں چشمِ خوں بستہ[12]

1 मनिश : आदत

2 तुन्द चश्मों : तेज चश्मों, झरना

3 बलाए जां : जान की बला

4 हमज़ाद : साथी (हर समय का साथ), चेला

5 गाम : रास्ता, क़दम

6 जौलां : कूद फॉद

7 तआकुब : पीछा

8 मफ़रूर : भागा हुआ

9 ख़ुदाए इज्जो जल : शान व शौकत वाला ख़ुदा

10 नेमतों : रोज़ी, आसाइश, अमूल्य वस्तु

11 मुतरिफ़ : स्वीकार करने वाला

12 इक़रार : स्वीकार

13 कमख़्वाब : मख़मल, मुलायम, आरामदायक बिस्तर

14 दीबा : एक क़िस्म का रेशमी कीड़ा

15 ख़ेमए इफ़लाक : आसमानों का ख़ेमा, तंबू

16 हदे फ़ासिल : एक सीमा

17 मुक़र्रर : निधार्रित

18 असफ़ल : : सबसे नीचा

19 तख़्लीक़ : रचना

20 पासबानी : चौकीदारी, निगरानी

ہوا میں تیرتا، خوابوں میں بادل کی طرح اُڑتا
پرندوں کی طرح شاخوں میں چھپ کر جھولتا مڑتا
مجھے اک لڑکا، آوارہ منش[1]، آزاد سیلانی
مجھے اک لڑکا، جیسے تند چشموں[2] کا رواں پانی

نظر آتا ہے، یوں لگتا ہے جیسے یہ بلائے جاں[3]
مرا ہمزاد[4] ہے، ہر گام[5] پر، ہر موڑ پر جولاں[6]
اسے ہمراہ پاتا ہوں، یہ سایے کی طرح میرا
تعاقب[7] کررہا ہے، جیسے میں مفرور[8] ملزم ہوں

یہ مجھ سے پوچھتا ہے اختر الایمان تم ہی ہو؟

خدائے عزّ و جلّ[9] کی نعمتوں[10] کا معترف[11] ہوں میں
مجھے اقرار[12] ہے اُس نے زمیں کو ایسے پھیلایا
کہ جیسے بسترِ کمخواب[13] ہو، دیبا[14] و مخمل ہو
مجھے اقرار ہے، یہ خیمۂ افلاک[15] کا سایہ

اسی کی بخششیں ہیں، اس نے سورج، چاند، تاروں کو
فضاؤں میں سنوارا اک حدِ فاصل[16] مقرر[17] کی
چٹانیں چیر کر دریا نکالے، خاکِ اسفل[18] سے
مری تخلیق[19] کی، مجھ کو جہاں کی پاسبانی[20] دی

1 लाल व गौहर : क़ीमती पत्थर व मोती, हीरा
2 मामूर : आबाद
3 क़ादिरे मुतलक़ : सब पर क़ाबू रखने वाला, सर्व शक्तिमान
4 दाना : बुद्धिमान
5 जुदा : अलग
6 सख़ावत :उदारता
7 ख़ुसरवी : बादशाही
8 नुकबत : ग़रीबी
9 ख़ाज़िन : कोषाध्यक्ष
10 तवंगर : मालदार
11 हर्ज़ाकारों : बेवकूफ़ी का कार्य करने वाले
12 दरयूज़ागर : भिखारी
13 मईशत : धन दौलत
14 जुज़ : सिवाए
15 ख़रोशे उम्र : उम्र के शोर गुल
16 इतमाम : पूरा या ख़त्म करना
17 बार : बोझ
18 अनासिर : तत्वों
19 मुन्तशिर हो जाना : बिखर जाना
20 नब्ज़ें : नाड़ियाँ
21 नवाए सुबह : सुबह की आवाज़
22 नालाए शब : रात के रोने की आवाज़
23 ज़फ़रमन्दों : विजयी
24 रिज़्क़ : आजीविका
25 तहसील : प्राप्ति
26 ख़ामासोज़ी : क़लम घिसना, जलाना
27 शब बेदारियों : रात जागरण

سمندر موتیوں مونگوں سے، کانیں لعل و گوہر[1] سے
ہوائیں مست کن خوشبوؤں سے معمور[2] کردی ہیں
وہ حاکم قادرِ مطلق[3] ہے، یکتا اور دانا[4] ہے
اندھیرے کو اُجالے سے جدا[5] کرتا ہے، خود کو میں

اگر پہچانتا ہوں، اس کی رحمت اور سخاوت[6] ہے
اُسی نے خسروی[7] دی ہے لئیموں کو، مجھے نکبت[8]
اُسی نے یا وہ گویوں کو مرا خازن[9] بنایا ہے
تونگر[10] ہر زہ کاروں[11] کو کیا، دریوزہ[12] گر مجھ کو

مگر جب جب کسی کے سامنے دامن پسارا ہے
یہ لڑکا پوچھتا ہے اخترالایمان تم ہی ہو؟

معیشت[13] دوسروں کے ہاتھ میں ہے، میرے قبضے میں
جُز[14] اک ذہنِ رسا کچھ بھی نہیں، پھر بھی، مگر مجھ کو
خروشِ عمر[15] کے اتمام[16] تک اک بار[17] اُٹھانا ہے
عناصر[18] منتشر[19] ہوجانے، نبضیں[20] ڈوب جانے تک

نوائے صبح[21] ہو یا نالۂ شب[22] کچھ بھی گانا ہے
ظفر مندوں[23] کے آگے رزق[24] کی تحصیل[25] کی خاطر
کبھی اپنا ہی نغمہ اُن کا کہہ کر مسکرانا ہے
وہ خامہ سوزی[26] شب بیداریوں[27] کا جو نتیجہ ہو

1 आब्ला : फफोला
2 गर्दां : घूमने फिरने वाला
3 बादे सुब्हगाही : सुबह की हवा
4 सहर : सुबह
5 आशुफ़्त: : परेशान
6 अन्दोहपरवर : दुख दर्द पालने वाला
7 इज़्तिराब आसा : बेचैनी की मानिन्द
8 लहद : क़ब्र
9 ख़ाशाक : कूड़ा-करकट
10 किज़्ब व इफ़्तिरा : झूठ व आरोप

اسے اک کھوٹے سکے کی طرح سب کو دکھاتا ہے
کبھی جب سوچتا ہوں اپنے بارے میں تو کہتا ہوں
کہ تو اک آبلہ[1] ہے جس کو آخر پھوٹ جانا ہے
غرض گرداں[2] ہوں بادِ صبح گاہی[3] کی طرح، لیکن

سحر[4] کی آرزو میں شب کا دامن تھامتا ہوں جب
یہ لڑکا پوچھتا ہے اخترالایمان تم ہی ہو؟

یہ لڑکا پوچھتا ہے جب تو میں جھلا کے کہتا ہوں
وہ آشفتہ[5] مزاج، اندوہ پرور، اضطراب[6] آسا[7]
جسے تم پوچھتے رہتے ہو، کب کا مرچکا ظالم
اسے خود اپنے ہاتھوں سے کفن دے کر فریبوں کا

اسی کی آرزوؤں کی لحد[8] میں پھینک آیا ہوں
میں اس لڑکے سے کہتا ہوں وہ شعلہ مرچکا جس نے
کبھی چاہا تھا اک خاشاکِ[9] عالم پھونک ڈالے گا
یہ لڑکا مسکراتا ہے، یہ آہستہ سے کہتا ہے

یہ کذب و افترا[10] ہے، جھوٹ ہے، دیکھو میں زندہ ہوں!

1 आग़ाज़ : आरम्भ
2 वाबस्ता : सम्बद्ध
3 अस्नाफ़ : सिन्फ़ (विधा) का बहुवचन
4 कुदरत : सामर्थ्य
5 तवील नज़्म : लम्बी कविता
6 मजमूए : संग्रह
7 इन्तकाल : देहान्त
8 बेसाख़्तगी : बनावट न होना
9 तग़ज़्ज़ुल : ग़ज़ल कहना, ग़ज़ल के रंग में कविता कहना
10 फ़ितरी : स्वाभाविक
11 शादाबी : तरो-ताज़गी, हरियाली
12 फ़िक्री : सोचपूर्ण
13 दिलकशी : आकर्षण
14 मकबूलियत : प्रसिद्धि
15 जज़्बाती : भावनात्मक
16 शीरीनी : मधुरता, मिठास
17 बराहरास्त : सीधे-सीधे
18 मुतास्सिर : प्रभावित
19 मसाइल : समस्याओं
20 तसन्नोअ : बनावट
21 तकल्लुफ़ : औपचारिकता

ساحر لدھیانوی

(1922-1980)

ساحر لدھیانوی کا نام عبدالحئی تھا وہ 1922ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لدھیانہ ہی میں حاصل کی، بعد میں لاہور چلے گئے۔ ادبی زندگی کا آغاز[1] کالج کے زمانے سے ہوا۔ ''ادبِ لطیف'' اور ''سویرا'' کے ایڈیٹر رہے۔ پھر دہلی سے ''فنکار'' بھی نکالا۔ کچھ مدت تک ''شہکار'' کے بھی ایڈیٹر رہے۔ بعد میں بمبئی چلے گئے اور فلموں کے لیے گیت لکھنے لگے۔ فلمی دنیا سے وابستہ[2] ہونے کے بعد ان کو بے حد شہرت حاصل ہوئی۔ اُس زمانے میں اُن کے مجموعے ''تلخیاں'' کے بیسوں ایڈیشن شائع ہوئے۔ غزل، نظم، گیت تمام اصناف[3] پر انھیں قدرت[4] حاصل تھی۔ ''تلخیاں'' کے علاوہ ان کا ایک مجموعہ ''گاتا جائے بنجارہ'' شائع ہوا۔ ''پرچھائیاں'' کے نام سے ایک طویل نظم[5] بھی کتابی صورت میں شائع ہوئی، جو بعد میں ان کے مجموعے[6] ''آؤ کہ کوئی خواب بُنیں'' میں بھی شامل ہوئی۔ ساحر کا انتقال[7] بمبئی میں ہوا۔

ساحر لدھیانوی کی شاعری میں بے ساختگی[8] اور تغزل[9] کی کیفیت شروع سے ہی ملتی ہے۔ وہ ایک فطری[10] شاعر تھے اور اُن کے لہجے میں شادابی[11] اور رنگینی تھی۔ اُن کے کلام میں فکری[12] گہرائی نہیں ہے لیکن احساس کی دل کشی[13] ہے اور یہی اُن کی مقبولیت[14] کا راز بھی ہے۔ اُن کے یہاں جذباتی[15] بہاؤ کی کیفیت اور شیرینی[16] ہے جو براہِ راست[17] نوجوانوں کو متاثر[18] کرتی ہے۔ انھوں نے سماجی، سیاسی مسائل[19] پر بھی دل کش انداز میں لکھا ہے۔ ان کے یہاں کسی تصنع[20] یا تکلف[21] کو دخل نہیں ہے۔ اُن کی

1 तजरबात : तजरबा (अनुभव) का बहुवचन

2 इक़्तेबास : पद्यांश, टुकड़ा

3 मौज़ूअ : विषय

4 नज़्म : कविता

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جوانی کے تجربات[1] کو سلیقے سے پیش کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ پیش کردہ اقتباس[2] اُن کی طویل نظم ''پرچھائیاں'' سے لیا گیا ہے۔ جو امن کے موضوع[3] پر لکھی گئی ایک اچھی نظم[4] ہے۔

1 तसव्वुरात : तसव्वुर (कल्पना) का बहुवचन
2 मशग़ला : कारोबार, रूचि
3 सियासत : राजनीति
4 ख़ब्त : दीवानगी, जुनून
5 हुक्मरानों : शासकों
6 क़हत : अकाल
7 पाएमाल : तबाह व बरबाद
8 राज़दां : राज़ जानने वाला
9 मक़ामिरों : मुक़ामिर (जुवारी) का बहुवचन
10 जंग व जदल : लड़ाई-झगड़ा
11 हयात : जिन्दगी
12 पैरहन : वस्त्र, लिबास

ساحر لدھیانوی

پرچھائیاں

تصوّرات[1] کی پرچھائیاں اُبھرتی ہیں

بہت دنوں سے ہے یہ مشغلہ[2] سیاست[3] کا
کہ جب جوان ہوں بچے تو قتل ہو جائیں
بہت دنوں سے ہے یہ خبط[4] حکمرانوں[5] کو
کہ دور دور کے ملکوں میں قحط[6] بو جائیں

چلو کہ آج سبھی پائمال[7] روحوں سے
کہیں کہ اپنے ہر اک زخم کو زباں کرلیں
ہمارا راز ہمارا نہیں، سبھی کا ہے
چلو کہ سارے زمانے کو رازداں[8] کرلیں

چلو کہ چل کے سیاسی مقامِروں[9] سے کہیں
کہ ہم کو جنگ و جدل[10] کے چلن سے نفرت ہے
جسے لہو کے سوا کوئی رنگ راس نہ آئے
ہمیں حیات[11] کے اس پیرہن[12] سے نفرت ہے

1 इनायत : मेहरबानी

2 तौहीने मुहब्बत : मुहब्बत का अपमान

3 करम फ़रमाओ : कृपा करो

گیت

پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو، عنایت[1] ہوگی
ورنہ ہم کو نہیں، ان کو بھی شکایت ہوگی

آپ جو پھول بچھائیں انھیں ہم ٹھکرائیں
ہم کو ڈر ہے کہ یہ توہینِ محبت[2] ہوگی

دل کی بے چین اُمنگوں پہ کرم فرماؤ[3]
اتنا رک رک کے چلوگی تو قیامت ہوگی

شرم روکے ہے اِدھر شوق اُدھر کھینچے ہے
کیا خبر تھی کبھی اس دل کی یہ حالت ہوگی

شرم غیروں سے ہوا کرتی ہے اپنوں سے نہیں
شرم ہم سے بھی کروگی تو مصیبت ہوگی

1 मुरादों : इच्छाओं
2 जज़्बात : भावनाएँ
3 उसूलों : सिद्धान्तों
4 नज़राने : भेंट
5 बेतअल्लुक़ : जिससे कोई संबंध न हो
6 तबोताब : चमक-दमक
7 हक़ : अधिकार

گیت

رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں؟
یہ مرادوں[1] کی حسیں رات کسے پیش کروں؟
میں نے جذبات[2] نبھائے ہیں اصولوں[3] کی جگہ
اپنے ارمان پرو لایا ہوں پھولوں کی جگہ

تیرے سہرے کی یہ سوغات کسے پیش کروں؟

یہ مرے شعر، مرے آخری نذرانے[4] ہیں
میں اُن اپنوں میں ہوں جو آج سے بیگانے ہیں
بے تعلق[5] سی ملاقات کسے پیش کروں؟

سرخ جوڑے کی تب و تاب[6] مبارک ہو تجھے
تیری آنکھوں کا نیا خواب مبارک ہو تجھے
میں یہ خواہش یہ خیالات کسے پیش کروں؟

کون کہتا ہے کہ چاہت پہ سبھی کا حق[7] ہے
تو جسے چاہے ترا پیار اُسی کا حق ہے
مجھ سے کہہ دے میں ترا ہاتھ کسے پیش کروں؟

1 जदीद शोरा : आधुनिक कवियों

2 अस्लूब : शैली

3 नुमायां : अलग

4 यकसां कुदरत : समान अधिकार

5 कुल्लियात : ग्रंथावली

6 बिलउमूम : साधारणतः

7 तजर्बों : अनुभवों

8 मुतवस्सित तब्क़े : मध्यमवर्ग

9 तवक्क़ोआत : आशाओं

10 तहय्युर : विस्मय

11 मन्ज़रनामे : परिदृश्य

محمد علوی

(1927-)

محمد علوی احمد آباد گجرات کے رہنے والے ہیں۔ جدید شعراء[1] میں وہ اپنے انداز و اسلوب[2] سے نمایاں[3] پہچان رکھتے ہیں۔ ان کو غزل اور نظم دونوں پر یکساں قدرت[4] حاصل ہے۔ ان کی کلیات[5] بھی شائع ہوگئی ہے۔ وہ بالعموم[6] چھوٹی بحروں میں شعر کہتے ہیں۔ ان کی زبان نرم، سادہ اور سہل ہوتی ہے لیکن ان کے اشعار میں زندگی کے تجربوں[7] کا کوئی انوکھا پہلو سامنے آتا ہے۔ ان کی بیشتر نظموں میں گجرات کے متوسط طبقے[8] کی گھریلو فضا اور روز مرّہ کی زندگی کا عکس ملتا ہے۔ کہیں کہیں وہ توقعات[9] کو پلٹ دیتے ہیں اور تحیر[10] کی فضا پیدا کردیتے ہیں۔ جدید شعری منظرنامے[11] پر وہ اپنے نرم اور دھیمے شعروں سے الگ پہچانے جاتے ہیں۔

1 जिस्म : शरीर
2 ख़फ़ा : नाराज़

محمد علوی

کون؟

کبھی دل کے اندھے کنویں میں
پڑا چیختا ہے
کبھی دوڑتے خون میں
تیرتا ڈوبتا ہے
کبھی ہڈیوں کی سُرنگوں میں بتّی جلا کر
یونہی گھومتا ہے
کبھی کان میں آ کے
چپکے سے کہتا ہے: تو اب تلک جی رہا ہے؟
بڑا بے حیا ہے......!
مرے جسم[1] میں کون ہے یہ
جو مجھ سے خفا[2] ہے

1 वालिद : पिता
2 दर्स व तद्रीस : पठन-पाठन
3 फ़राएज़ : कर्तव्य
4 सुबुकदोश : सेवानिवृत
5 एज़ाज़ात : सम्मानों
6 मक़बूलियत : प्रसिद्धि
7 तरजीह : वरीयता

شہریار

(1936-)

شہریار کا اصل نام کنور اخلاق محمد خاں ہے۔ ان کی پیدائش 16رجون 1936 ضلع آنولہ (بریلی۔یوپی) میں ہوئی۔ ان کے والد[1] کا نام ابو محمد خاں ہے۔ لکھنے پڑھنے کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ چنانچہ اردو زبان میں ایم-اے اور پی ایچ ڈی کرنے کے بعد شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں درس و تدریس کے فرائض[2] انجام[3] دیے اور پروفیسر ہونے کے بعد اس ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔[4] شاعرانہ مزاج رکھتے تھے۔ اس لیے اسی درمیان شعرو شاعری بھی کرتے رہے۔ان کو اب تک کئی اعزازات سے[5] نوازا جاچکا ہے۔''ساتواں در'' جو اُن کا شعری مجموعہ ہے اس پر اترپردیش اردو اکادمی سے انعام حاصل ہوا۔''خواب کا در بند ہے'' (شعری مجموعہ) پر ساہتیہ اکادمی نے ایوارڈ سے نوازا۔ اس کے علاوہ ان کے دوسرے کئی شعری مجموعے شائع ہوچکے ہیں جن کو حلقۂ شعرو ادب میں پسند کیا گیا اور ان تخلیقات کی بہت پذیرائی ہوئی۔شہر یار نے بہت سی فلموں کے گیت بھی لکھے جن کو عوام میں بہت مقبولیت[6] حاصل ہوئی۔ خاص طور پر فلم ''اُمراؤ جان آدا'' کے گیت لوگوں کے زبان زد ہوچکے ہیں۔

شہریار نے غزل اور نظم دونوں پر طبع آزمائی ہے۔ ان کو مقبول عام کرنے میں غزل کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ مشاعروں کے ذریعے وہ عوام کی ہردلعزیز شخصیت بن کر سامنے آئے۔ انھوں نے اپنی غزل میں حسن و عشق کے مضامین کو زیادہ ترجیح[7]

1 मुतास्सिर : प्रभावित

2 हमअस्र : समकालीन

3 तल्ख़ हक़ीक़त : कड़वी सच्चाइयों, कटु तथ्यों

4 क़ारी : पाठक

دی ہے۔ان کی نظم خاص طور پر جدید رجحانات سے زیادہ متاثر[1] نظر آتی ہے۔ اس میں شہریار نے ہم عصر[2] مسائل پر توجہ کی ہے۔ یہ نظمیں زندگی کی تلخ حقیقتوں[3] کو پیش کرتی ہیں۔

شہریار کی شاعری نہ صرف قاری[4] کو متاثر کرتی ہے بلکہ اس کے دل و دماغ کی پرتوں کو کھولتی بھی ہے۔ یہی ان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

1 अंबोह : भीड़

2 मुज़महिल : बुझा हुआ

نیا امرت

دواؤں کی الماریوں سے سجی اک دکاں میں
مریضوں کے انبوہ[1] میں مضمحل[2] سا
اک انساں کھڑا ہے
جو اک نیلی کبڑی سی شیشی کے سینے پہ لکھے ہوئے
ایک اک حرف کو غور سے پڑھ رہا ہے
مگر اس پہ تو "زہر" لکھا ہوا ہے
اس انسان کو کیا مرض ہے
یہ کیسی دوا ہے؟

1 तारीख़ी शहर : ऐतिहासिक शहर
2 माइल : उन्मुख
3 अबूर : महारत
4 हक़ीक़तों : हक़ीक़त (यथार्थ) का बहुवचन
5 जदीदियत : आधुनिकता
6 माबादे जदीदियत : उत्तर आधुनिकता
7 नुमायां : स्पष्ट
8 अस्री दौर : समकालीन
9 जदीद : आधुनिक
10 आम फ़हम : आसानी से समझ में आने वाला
11 निस्बतन : अपेक्षाकृत
12 ख़ूबी : विशेषता
13 अल्फ़ाज़ : लफ़्ज़ (शब्द) का बहुवचन
14 बरजस्तगी : सहसा

ندا فاضلی

(1938-)

ندافاضلی کا اصل نام مقتدا حسن فاضلی ہے۔ ان کی پیدائش 12/اکتوبر 1938 کو تاریخی شہر[1] دہلی میں ہوئی۔ ان کے والد مرتضٰی حسن دعا ڈبائیوی تھے۔ شعرو شاعری کا شوق بچپن سے تھا چنانچہ بی۔اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد فلمی دنیا کی طرف مائل[2] ہوئے۔ فلمی نغمے لکھ کر نام کمایا۔ اُن کے کئی شعری مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں جن کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ لفظوں کا پُل، مور ناچ، آنکھ اور خواب کے درمیان، کھویا ہوا سا کچھ، ان کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔

ان کو مہاراشٹر اردو اکادمی بمبئی، ساہتیہ پریشد بھوپال اور ساہتیہ اکادمی دہلی کی جانب سے انعامات سے نوازا جاچکا ہے۔ ان کو غزل اور نظم دونوں پر ہی عبور[3] حاصل ہے۔ زندگی کی چھوٹی چھوٹی حقیقتوں[4] کو انھوں نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ غزل میں انھوں نے حسن و عشق کے علاوہ دوسرے مضامین کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُن کی شاعری میں جدیدیّت[5] اور مابعد جدیدیت[6] کے رجحانات بھی صاف طور پر نمایاں[7] ہیں۔ غزل ہی کی طرح ان کی نظم بھی عصری[8] دور کے جدید[9] رجحانات سے متاثر ہے۔ ان کی شاعری کی زبان عام فہم[10] اور نسبتاً[11] آسان ہے۔

ندا نے اپنی نظموں میں دورِ حاضر کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ نیز انسان کی زندگی کے دوسرے مسائل پر بھی ان کی نظر گہری ہے۔ ان کی شاعری کی ایک بڑی خوبی[12] یہ ہے کہ انھوں نے ہندی زبان کے الفاظ[13] کا استعمال سلیقے اور برجستگی[14]

1 कारी : पाठक

2 शुमार : गिनती, गणना

نئے ساتھ کیا ہے جس سے ان کی شاعری میں ایک نیا پن پیدا ہوگیا ہے۔ ان کی شاعری میں ایک ایسی مٹھاس موجود ہے جو قاری[1] کے دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ندا فاضلی کا شمار[2] آج کے دور کے پسندیدہ شعراء میں ہوتا ہے۔

1 लफ़्ज़ों : शब्दों

2 जुज़्दान : ख़ोल, कवर (जिसमें पवित्र पुस्तक रखी जाती है)

3 जानिब : ओर

4 ग़ार : गड्ढा, खाई

5 तन्हा : अकेले, अकेला

ندا فاضلی

لفظوں[1] کا پُل

مسجد کا گنبد سونا ہے
مندر کی گھنٹی خاموش
جزدانوں[2] میں لپٹے
سارے آدرشوں کو
دیمک کب کی چاٹ چکی ہے
رنگ
گلابی
نیلے
پیلے
کہیں نہیں ہیں
تم اُس جانب[3]
میں اِس جانب
بیچ میں میلوں گہرا غار[4]
لفظوں کا پُل ٹوٹ چکا ہے
تم بھی تنہا[5]
میں بھی تنہا

1 शुमार : गिनती

2 तरक़्क़ी पसन्द : प्रगतिशील

3 ख़्वातीन शोअरा : कवयत्रियों

4 सफ़े-अव्वल : प्रथम पंक्ति

5 क़याम : आवास

6 हुक़ूक़ : हक़ (अधिकार) का बहुवचन

7 निस्वानी जज़्बात : नारी भावनाओं

8 बरमला : सहसा

9 हुर्रियत : आज़ादी

10 जम्हूरियत : लोकतन्त्र

11 बेबाकाना : निर्भीकता पूर्ण

12 मुजाहिदाना अज़्म : संघर्षपूण दृढ़ता

13 दक़ियानूसियत : रूढ़िवादिता

14 तबक़ाती : वर्णभेद

15 ख़िलाफ़ : विरुद्ध

16 मसाइल : समस्याओं

17 हक़गोई : सच कहना

18 शिआर : आदत, तर्ज़, ढ़ंग

19 मुक़ीम : रहने वाला, आवासीय

فہمیدہ ریاض

فہمیدہ ریاض کا شمار[1] پاکستان کی ترقی پسند[2] خواتین[3] شعرا کی صفِ اوّل[4] میں ہوتا ہے۔ مارشل لا کے زمانے میں وہ دہلی آ گئی تھیں اور کئی برس تک انھوں نے ہندستان میں قیام[5] کیا۔ اپنی آزاد نظموں میں انھوں نے عورت کے حقوق[6] کے لیے آواز اٹھائی ہے اور ڈھکے چھپے نسوانی جذبات[7] کا برملا[8] اظہار کیا ہے۔ بعد کی نظموں میں انھوں نے آزادی، حُریت[9] اور جمہوریت[10] کے لیے بھی بے باکانہ[11] لکھا ہے۔ ان کی شاعری میں ایک خاص طرح کا مجاہدانہ عزم[12] ملتا ہے جو مذہبی دقیانوسیت[13] اور طبقاتی[14] اونچ نیچ کے خلاف[15] ہے۔

انسانی مسائل[16] پر لکھتے وقت انھوں نے ہمیشہ حق گوئی[17] کو اپنا شعار[18] بنایا ہے۔ آج کل وہ کراچی میں مقیم[19] ہیں اور ہندستان کے مشاعروں میں بھی شرکت کرتی رہتی ہیں۔

1 नाफ़ : नाभि

2 जुम्बिश : हलचल

3 नफ़स : सांस

4 क़रार : सकून, चैन

5 चारागर : डाक्टर

6 मुएतन : शरीर का बाल

فہمیدہ ریاض

لاؤ ہاتھ اپنا لاؤ ذرا

لاؤ، ہاتھ اپنا لاؤ ذرا
چھو کے میرا بدن
اپنے بچے کے دل کا دھڑکنا سنو
ناف[1] کے اِس طرف
اس کی جنبش[2] کو محسوس کرتے ہو تم؟
بس یہیں چھوڑ دو
تھوڑی دیر اور اس ہاتھ کو میرے ٹھنڈے بدن پر یہیں
چھوڑ دو
میرے بے کل نفس[3] کو قرار[4] آ گیا
میرے عیسیٰ! مرے درد کے چارہ گر[5]
میرا ہر موے تن[6]
اس ہتھیلی سے تسکین پانے لگا
اس ہتھیلی کے نیچے مرا لال کروٹ سی لینے لگا
انگلیوں سے بدن اس کا پہچان لو
تم اسے جان لو
چومنے دو مجھے اپنی یہ انگلیاں
ان کی ہر پور کو چومنے دو مجھے

1	लबों : होंठों
2	आसेब : भूत
3	याकरां ताकरां : यहां वहां
4	ख़ला : शून्य
5	ज़ीस्त : ज़िन्दगी
6	ज़ाएक़े : स्वाद
7	मुक़द्दस : पवित्र
8	नाज़िल : अवतरित
9	पयम्बर : देवदूत

ناخنوں کو لبوں[1] سے لگالوں ذرا
اس ہتھیلی میں منہ تو چھپالوں ذرا
پھول لاتی ہوئی یہ ہری انگلیاں
میری آنکھوں سے آنسو اُبلتے ہوئے
ان سے سینچوں گی میں
پھول لاتی ہوئی انگلیوں کی جڑیں
چومنے دو مجھے، اپنے بال، اپنے ماتھے کا چاند، اپنے لب
یہ چمکتی ہوئی کالی آنکھیں
مسکراتی یہ حیران آنکھیں
مرے کانپتے ہونٹ، میری چھلکتی ہوئی آنکھ کو
دیکھ کر کتنی حیران ہیں

تم کو معلوم کیا......تم کو معلوم کیا
تم نے جانے مجھے کیا سے کیا کردیا
میرے اندر اندھیرے کا آسیب[2] تھا
یا کراں تا کراں[3] ایک انمٹ[4] خلا
یوں ہی پھرتی تھی میں
زیست[5] کے ذائقے[6] کو ترستی ہوئی
دل میں آنسو بھرے سب پہ ہنستی ہوئی
تم نے اندر مرا اس طرح بھر دیا
پھوٹتی ہے مرے جسم سے روشنی
سب مقدس[7] کتابیں جو نازل[8] ہوئیں
سب پیمبر[9] جو اب تک اُتارے گئے

1 शजर : पेड़

2 मफ़हूम : अर्थ

3 ख़ाक : मिट्‌टी

4 बशर : मानव

5 मसर्रत : ख़ुशी

سب فرشتے کہ ہیں بادلوں سے پرے
رنگ، سنگیت، سُر، پھول، کلیاں، شجر[1]
صبح دم پیڑ کی جھولتی ڈالیاں
ان کے مفہوم[2] جو بھی بتائے گئے
خاک[3] پر بسنے والے بشر[4] کو مسرّت[5] کے جتنے بھی نغمے
سنائے گئے
سب رشی، سب مُنی، انبیا، اولیا
خیر کے دیوتا، حسن، نیکی، خدا
آج سب پر مجھے
اعتبار آگیا...... اعتبار آگیا

رباعیاں

1 मिस्रा : काव्य पंक्ति

2 हमक़ाफ़िया : एक ही जैसे क़ाफ़िये वाला

3 मतला : ग़ज़ल का पहला शेर जिसके दोनों मिस्रे हम-क़ाफ़िया व हम-रदीफ़ हों

4 वजूद : अस्तित्व

5 दस्तयाब : उपलब्ध

6 ईजाद का सेहरा : आविष्कार का श्रेय

رُباعی

رباعی چار مصرعوں کی نظم ہوتی ہے۔ اس کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ[1] ہم قافیہ[2] ہوتا ہے۔ تیسرا مصرع بھی اسی قافیے میں ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ رباعی کے پہلے شعر کو مطلع[3] نہیں کہتے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم قافیہ ہونے کی بنا پر رباعی کے پہلے دو مصرعے "مصرع" ہوتے ہیں۔ رباعی میں عام طور پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اس کا چوتھا مصرعہ سب سے زیادہ پُرزور ہو۔ اس کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ پہلے دو مصرعوں میں جو بات کہی گئی ہے اس کے نتیجے یا انتہائی نقطے کو پیش کرنے کے لیے تیسرے مصرعے میں کوئی ایسا پہلو ڈال دیا جائے کہ جس سے چوتھے مصرعے کی طرف جست ہو سکے، لیکن یہ شرطیں ایسی نہیں ہیں کہ اگر پوری نہ ہوں تو رباعی نہ بن سکے۔ لیکن قافیوں کی پابندی اور بحر کی پابندی ایسی شرطیں ہیں جن کا پورا ہونا رباعی کے لیے ضروری ہے۔ رباعی ہزج، نامی بحر کی دو مخصوص شکلوں میں ہی کہی جاتی ہے۔ ان دو شکلوں میں تھوڑی بہت اندرونی تبدیلیاں کر کے چوبیس شکلیں بنائی گئی ہیں۔ رباعی کے چار مصرعے بحرِ ہزج کی ان چوبیس شکلوں میں سے کسی چار شکلوں میں ہو سکتے ہیں۔

رباعی کب وجود میں آئی یا سب سے پہلے رباعی کس نے لکھی؟ ان سوالوں کے جواب دستیاب[5] نہیں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رباعی کی ایجاد کا سہرا[6] قدیم ایرانی شاعر رودکی (وفات 940ء) کے سر ہے، لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی بچہ اخروٹ سے کھیل رہا تھا اور ایک اخروٹ لڑھکتا ہوا کچھ دور

1 वाकि़या : कि़स्सा
2 मौजूदा शक्ल : वर्तमान रूप
3 फ़लसफ़ी और रियाज़ीदां : दार्शनिक एवं गणितज्ञ
4 मज़ामीन : विषयों
5 अगरचे : यद्यपि
6 बरख़िलाफ़ : विपरीत
7 मक़बूलियत : लोकप्रियता, प्रसिद्धि

چلا گیا تو اس کی زبان سے نکلا؛

غلطاں غلطاں ہمی رود تالب گو

یہ کلمہ لوگوں کو بہت پسند آیا۔ پھر اس پر لوگوں نے شعر کہنا شروع کر دیے۔ لیکن یہ واقعہ[1] بھی بہ ظاہر بے اصل معلوم ہوتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ رباعی کی موجودہ شکل[2] گیارہویں صدی میں مقبول ہو چکی تھی۔ چنانچہ ایران کے مشہور فلسفی اور ریاضی[3] داں، خیام (1048-1131) کو ہم رباعی گو کی حیثیت سے بھی جانتے ہیں۔

رباعی میں عام طور پر حکیمانہ اور عاشقانہ مضامین ادا کیے جاتے ہیں لیکن شاعروں کی طبیعتوں نے خود کو ان مضامین[4] کا پابند نہیں کیا۔ چنانچہ رباعی میں اور طرح کے مضامین بھی نظم کیے گئے ہیں۔ اردو میں رباعیاں اگرچہ[5] کم کہی گئی ہیں لیکن مثنوی کے برخلاف[6] رباعی کی مقبولیت میں آج بھی کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

1 दोशीज़ा : कुंवारी

2 फ़साना : कहानी

3 लताफ़त : नर्मी, पवित्रता

4 गुलज़ारेइरम : जन्नत का चमन

5 कँवल : कमल

6 चिलमन : पर्दा, वह बारीक कपड़ा जो पर्दे के तौर पर प्रयोग में लाया तो जाता है लेकिन उसमें से दिखाई भी देता है।

7 मिज़ह : पलकें

فراق گورکھپوری

رباعیاں

بھولی ہوئی زندگی کی دنیا ہے کہ آنکھ
دوشیزہ[1] بہار کا فسانا[2] ہے کہ آنکھ
ٹھنڈک، خوشبو، چمک، لطافت[3]، نرمی
گلزارِ ارم[4] کا پہلا تڑکا ہے کہ آنکھ

تاروں کو بھی لوریاں سناتی ہوئی آنکھ
جادو شب تار کا جگاتی ہوئی آنکھ
جب تازگی سانس لے رہی ہو دمِ صبح
دوشیزہ کنول[5] سی مسکراتی ہوئی آنکھ

چلمن[6] میں مژہ[7] کی گنگناتی آنکھیں
چوتھی کی دلہن سی کچھ لجاتی آنکھیں
جوبن رس کی سدھا لٹاتی ہر آن
پلکوں کی اوٹ مسکراتی آنکھیں

1 हम्माम : स्नान घर
2 ज़ेरे आब : पानी के नीचे
3 जिस्मे जानां : प्रिय का शरीर
4 अयाँ . स्पष्ट
5 फ़ज़ाए सहरी : सुबह का वातावरण
6 शफ़्फ़ाफ़ : पारदर्शी
7 क़बा : परिधान
8 सबा : हवा
9 गुलगूं रुख़सार : फूल जैसे सुर्ख़ गाल
10 गोया : जैसे

حمام[1] میں زیرِ آب[2] جسمِ جاناں[3]
جگمگ جگمگ یہ رنگ و بو کا طوفاں
ملتی ہیں سہیلیاں جو مہندی رچے پاؤں
تلووں کی گدگدی ہے چہرے پہ عیاں[4]

امرت میں دھلی ہوئی فضائے سحری[5]
جیسے شفاف[6] نرم شیشے میں پری
یہ نرم قبا[7] میں لہلہاتا ہوا روپ
جیسے ہو صبا[8] کی گود پھولوں سے بھری

ماں اور بہن بھی اور چہیتی بیٹی
گھر کی رانی بھی اور جیون ساتھی
پھر بھی وہ کامنی سراسر دیوی
اور سیج پہ بیسوا وہ رس کی پتلی

منڈلاتا ہے پلک کے نیچے بھونرا
گلگوں رخسار[9] کی بلائیں لیتا
رہ رہ کے لپک جاتا ہے کانوں کی طرف
گویا[10] کوئی رازِ دل ہے اُس کو کہنا

1 तरन्नुम : राग
2 मौजे तसनीम : जन्नत के नहर की मौज
3 सुबुक रवी : मद्धिम गति
4 खुश्बू-ए-बदन : बदन की खुश्बू
5 नसीम : सुबह की मद्धिम हवा
6 गुन्चे : कली
7 मुतरिब : गाने वाला, गवैया

لہروں میں کھلا کنول نہائے جیسے
دوشیزۂ صبح گنگنائے جیسے
یہ روپ یہ لوچ یہ ترنم[1] یہ نکھار
بچّہ سوتے میں مسکرائے جیسے

دوشیزہ بہار مسکرائے جیسے
موجِ تسنیم[2] گنگنائے جیسے
یہ شانِ سُبک روی[3] یہ خوشبوے بدن[4]
بل کھائی ہوئی نسیم[5] گائے جیسے

غنچے[6] کو نسیم گدگدائے جیسے
مطرب[7] کوئی ساز چھیڑ جائے جیسے
یوں پھوٹ رہی ہے مسکراہٹ کی کرن
مندر میں چراغ جھلملائے جیسے